حضرت اقدس کی دوسری تقریر

(۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء کو حضور نے جامع مسجد میں بعد نماز ظہر و عصر (جو جمع ہوئی) کھڑے ہو کر بیان فرمائی۔ ایڈیٹر)

میں نے جو کچھ کل بیان کیا تھا اس میں سے کچھ حصہ باقی رہ گیا تھا اس لئے میں نے مناسب اور ضروری سمجھا کہ اس حصہ کو بیان کر دوں تا کہ وہ بیان مکمل ہو جاوے۔

ہمارے اور اوائل اسلام کے مصائب

سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ جو نئے طور سے قائم کیا ہے اسے قائم ہوتے ہی مصائب اور مشکلات پیدا ہو گئے۔ اندرونی اور بیرونی طور پر طرح طرح کے دکھ اس کو دئے گئے۔ مگر بیرونی طور پر جو دکھ دیا گیا ہے اس پر افسوس نہیں اس لئے کہ وہ دکھ صرف زبان کا دکھ ہے اور اس دکھ کے مقابلہ میں یہ کچھ چیز نہیں جو ابتدائے اسلام اور غربت اسلام کے وقت ان لوگوں کو اٹھانا پڑا جو اسلام میں داخل ہوئے۔ وہ دکھ اس قسم کے تھے کہ ان کو بیان کرنے سے بھی دل کانپ جاتا ہے کہ وہ کیسے سنگدل انسان تھے کہ انھوں نے صرف مسلمان ہونے پر ان کو طرح طرح کے مشکلات اور مصائب میں ڈالا۔ اور بہتوں کو بیدردی سے ایذائیں دیں اور قتل کر ڈالا۔ لیکن اس زمانہ میں جو آزادی کا زمانہ ہے اس قسم کی کوئی تکلیف نہیں دے سکتے صرف زبان سے دکھ دیتے ہیں اور یہ کچھ چیز نہیں۔

گورنمنٹ کی شکر گذاری

ہم پر خدا تعالیٰ کا بڑا فضل اور احسان ہے اور ہم اس کا شکر نہیں کر سکتے کہ اس نے محض اپنے فضل سے ایسی گورنمنٹ کے ماتحت کر دیا جسکی وجہ سے ہمارے مخالف ہمارے خلاف اپنی جوش مخالفت میں کامیاب نہیں ہو سکتے یہ اسی گورنمنٹ کی آزادی اور انصاف پسندی کا ہی سبب ہے کہ وہ جوش ہمارے مخالف ظاہر نہیں کر سکتے جو انھیں ہمارے لئے ہونا چاہیے۔ وہ دانت پیستے ہیں اور اگر ان کے اختیار میں ہوتا تو ہمیں نیست و نابود کر کے ہی خوش ہوتے مگر انھیں کوئی قابو نہیں ملتا۔

میں اس امر پر غور کر کے اور تب پچھلے دکھوں کو جو ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کو پہنچے یاد کر کے خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں جس نے محض اپنے ہی فضل و کرم سے ہمیں ایسی نیک خیال گورنمنٹ عطا کی۔ وہ کیسا رحیم و کریم خدا ہے جب اس نے چاہا کہ ضعف اسلام کے وقت یہ سلسلہ قائم کرے خود ہی اس نے انتظام کر دیا کہ ایسی گورنمنٹ کو بھیج دیا جو

امن پسند ہے

میں یہ بات ریاکاری سے نہیں کہتا۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ ریاکار اور خوشامدی منافق ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم نفاق کو دور کرنے آئے ہیں۔ اور وہ واقعات ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ کی تعریف کریں اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہوں۔ ہم اپنے ہی حالات زندگی کو دیکھتے ہیں کہ اس وقت کس امن اور آزادی کے ساتھ اس سلسلہ کی اشاعت کر رہے ہیں ۲۵ سال سے زیادہ عرصہ سے ہم اس اشاعت کے کام میں لگے ہوئے ہیں اور پوری آزادی اور امن سے اسے کر رہے ہیں۔ خود گورنمنٹ کے ملکوں (بلاد یورپ) میں ۱۶ ہزار اشتہار دعوت اسلام کا میں نے جاری کیا اور وہ اشتہارات معمولی آدمیوں میں تقسیم نہیں کئے گئے بلکہ معززین کو بھیجے گئے (جن میں شاہی خاندان کے ممبر اور گورنمنٹ کے اعلےٰ عہدہ دار اور اراکین شامل تھے) یہاں تک کہ ملکہ معظمہ کو بھی ایک کتاب دعوت اسلام کی بھیجی گئی اور انھوں نے ایسی محبت اور قدر سے اسے دیکھا کہ بذریعہ تار ایک اور نسخہ اس کا منگوایا یہ عجیب بات ہے یہ کیا خدا تعالیٰ کا ہم پر فضل اور احسان ہے کہ اس نے ایسی جگہ ہمیں بھیجا جہاں ہر طرح پوری آزادی کے ساتھ اپنے فرض کو ادا کر سکتے ہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم اس کی نظیر دوسری جگہ نہیں پا سکتے۔

لوگ اس پر تعجب کریں گے یا خام خیالی اور ظاہر پرستی کی وجہ سے میری ان باتوں کو خوشامد پر قیاس کریں گے مگر میں حلفاً کہتا ہوں کہ اگر یہ سلسلہ مکہ معظمہ میں جاری ہوتا تو ہر روز دو چار خون ہوتے۔ ایسا ہی مدینہ یا روم میں ہوتا تو کوئی سزا پاتا کوئی دکھ پاتا۔ غرض کسی نہ کسی مصیبت کا سامنا رہتا۔

ایسا ہی کابل میں ہوتا اور قسم قسم کے حملے ہوتے۔ اور تجربہ نے ثابت بھی کر دیا ہے سب کو معلوم ہے کہ ہمارے دو معزز دوست کابل میں شہید ہو چکے ہیں انھوں نے وہاں کوئی بغاوت نہیں کی خون نہیں کیا اور کوئی سنگین جرم نہیں کیا صرف یہ کہا کہ جہاد حرام ہے میں سچ کہتا ہوں کہ انھوں نے اس سے زیادہ ہرگز نہیں کہا جو میں یہاں گورنمنٹ کو عیسائی مذہب کی بابت سنا چکا ہوں۔ وہ نہایت نیک۔ راستباز اور خاموش تھے مولوی عبد اللطیف صاحب تو بہت ہی کم گو تھے مگر کسی خود غرض نے جا کر امیر کابل کو کہدیا اور انھیں انکے خلاف بھڑکایا کہ یہ شخص جہاد کا مخالف ہے اور آپ کے عقاید کا مخالف ہے اس پر وہ ایسی بے رحمی سے قتل ہوئے کہ سخت سے سخت دل بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور اس امر پر غور کر کے کہ وہ کیا گناہ تھا جسکے بدلہ میں وہ قتل کئے گئے بے اختیار ہر شخص کو کہنا پڑے گا کہ یہ سخت ظلم ہے جو آسمان کے نیچے ہوا ہے اب اسکے مقابلہ میں ہماری تیس سالہ کارروائی کو دیکھو۔ بار بار پادریوں اور عیسائیوں کے مذہب پر حملہ ہوا ہے اور انھیں بتایا گیا ہے کہ تم سخت غلطی پر ہو تمہاری تثلیث غلط ہے کفارہ باطل ہے مگر کبھی ان مسایل کی غلطیوں کے ظاہر کرنے پر اور یہ بیان کرنے پر کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اور یہی نجات کا ذریعہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی افضل الرسل ہیں اور ان کی کامل اتباع ہی سے نجات ملتی ہے کوئی وارنٹ گرفتاری کا گورنمنٹ کی طرف سے جاری نہیں ہوا اور نہیں پوچھا گیا کہ تم اپنے مذہب کی اشاعت کیوں کرتے ہو؟ پھر بتاؤ کہ ہم اگر اس کی اس آزادی اور امن کے لئے اس کی تعریف کریں اور اس کے لئے شکر گذاری کا جوش ظاہر کریں تو یہ خوشامد ہو سکتی ہے؟ یہ تو امر واقعہ کا اظہار ہے۔ اور اگر کوئی ایسا نہ کرے تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور سخت گنہگار ہے میں نے خوب غور کیا ہے اور تجربہ نے ہمیں بتا دیا ہے کہ اس قوم کی فطرت میں ہے کہ باوجودیکہ ہم نے عیسائی مذہب کی غلطیوں اور کمزوریوں کو سخت سے سخت طریق سے ظاہر کیا ہے مگر اس نے یہ سمجھ کر جو آزادی اس نے عیسائیوں کو دی ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کا رد کریں اور اپنے دین کی اشاعت کریں اس کے سایہ ہونے کی وجہ سے ویسے ہی حقدار ہیں اور ان کے فطرتی انصاف نے اس مساوات کو توڑنے کا ارادہ نہیں کیا اور ہر ایک کو اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے پوری آزادی دی ہے۔ بلکہ اس سے بھی عجیب تر یہ بات ہے کہ جب ایک جنٹلمین پادری نے مجھ پر اقدام قتل کا مقدمہ کیا تو گورنمنٹ نے اپنے انصاف کا کامل نمونہ دکھایا۔ اگر ہمارے ساتھ کوئی کینہ ہوتا تو یہ عمدہ موقع تھا کہ ہمیں دکھ دیا جاتا لیکن میں دیکھتا تھا کہ کوئی رعایت اس جنٹلمین پادری کی مقابلہ میں نہیں کی جاتی تھی صاحب ضلع مجھے عزت بلاتے تھے اور کرسی دیتے تھے انجام کار جب انھیں بخوبی معلوم ہو گیا کہ وہ مقدمہ محض شرارت سے مجھ پر بنایا گیا ہے اور سزا سر جھوٹا ہے تو اس نے کہا کہ یہ بد ذاتی مجھ سے نہیں ہو سکتی کہ سزا دیدوں چنانچہ اس نے عزت کے ساتھ مجھے بری کیا۔

اور یہ بات مجھ سے ہی خاص نہیں بلکہ سب کے لئے یکساں حقوق حاصل

محض میرے بخل کیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر بھی حملہ کیا اور آپ کی پیشگوئیوں کی تکذیب کی وہ امر جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت ثابت ہوتی تھی میری عداوت کی وجہ سے اسے مٹانا چاہا ہے۔ مجھ سے عداوت ہی سہی لیکن آنحضرت کی **پیشگوئی** کو کیوں پامال کر دیا؟ میں سچ کہتا ہوں کہ طاعون اور ریل کے اجراء وغیرہ کی پیشگوئیوں کا محض اس وجہ سے انھوں نے انکار کیا کہ ان سے میری **سچائی** ثابت ہوتی تھی۔ جس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ انھیں کوئی تعلق محبت کا باقی نہیں کیونکہ یہ کبھی نہیں ہوا کہ **دشمن کو آزار پہنچانیکے لئے محبوب کے نشانات کو پامال کر دیا جاوے!** مگر انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان معجزات اور نشانات کو جو اس زمانہ میں ظاہر ہوئے **پامال** کرنیکی کوشش کی ہے!!!

جو نشانات اور معجزات آپ کے وقت میں ظاہر ہوئے وہ اس زمانہ کے لوگوں تک محدود تھے اور اس زمانہ کے لئے وہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ کے مصداق تھے لیکن چونکہ آپ کا دامن نبوت بہت وسیع ہے اور اس زمانہ کیلئے بھی اللہ تعالی نے اپنے فضل سے معجزات رکھے تھے اور وہ ظاہر ہوئے لیکن میری مخالفت اور عداوت کی وجہ سے انھوں نے غضب سے مٹانا چاہا ہے ایک طرف تو آپ کی محبت اور آپ کے اتباع کا دعوی ہے دوسری طرف جب نشان ظاہر ہوتا ہے تو انکار کر دیتے ہیں۔

یہ تو وہ نشانات تھے جو اس زمانہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے وحی پاکر بیان کئے تھے مگر ان کے سوا نشانات کا ایک اور بھی نیا سلسلہ ہے یہ وہ نشانات ہیں جو خدا تعالی نے میرے ہاتھ پر ظاہر کئے۔ جن کی قبل از وقت خبر دیگئی تھی۔ انکی تعداد بہت بڑی ہے۔

منجملہ انکے ایک زلزلہ کی پیشگوئی ہے جو اگرچہ قرآن شریف میں بھی اسکی خبر دیگئی تھی لیکن خدا تعالی نے مجھے بھی اسکا علم دیا جیسا کہ براہین احمدیہ اور دوسری کتابوں میں میں نے درج کر دیا اور پھر ان دنوں میں کہ وہ اپریل میں تھا **زلزلہ کا دھکا** الہام ہوا تھا جو انھیں ایام میں اخبارات میں شایع کر دیا گیا اور پھر عفت الدیار محلہا ومقامہا بھی الہام ہوا تھا۔ اور یہ پیشگوئی ۴ اپریل گذشتہ کو پوری ہوگئی۔ اور پھر اسی کے ضمن میں اور زلزلوں کی پیشگوئیاں تھیں جو آتے رہے منجملہ ان کے ایک بھاری زلزلہ کی پیشگوئی تھی **پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی** چنانچہ وہ بھاری زلزلہ بھی آگیا مگر افسوس تو یہ ہے کہ محض میری عداوت کی وجہ سے قرآن شریف کی پیشگوئی کا بھی انکار کر دیا یہ انکی **ایمانی حالت** ہے جو کچھ میرے تصدیق دعوی میں ظاہر ہو خواہ وہ قرآن مجید میں بھی موجود ہو یہ اس سے ضرور انکار کر دیتے ہیں۔ مگر خدا تعالی کی قدرت ہے کہ نشان پر نشان ظاہر ہو رہے ہیں یہ لوگ کہانتک خدا تعالی کی قدرتوں کا مقابلہ کرینگے اور میرے ساتھ کشتی لڑینگے۔ جو لوگ **حقیقت الوحی** کو جب وہ شایع ہوگی پڑھینگے تو انھیں معلوم ہو جائیگا کس قدر نشانات کا سلسلہ ہے میں خدا تعالی کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ ایک لاکھ سے بھی زیادہ نشان ظاہر ہو چکے ہیں۔ اب غور کرو کہ اگر کوئی شخص خدا کی طرف سے نہو تو کیا اسکی اسقدر نصرت اور تائید ہوا کرتی ہے؟ پھر جبکہ اسے یہ بھی کہا جائے کہ وہ خدا کا دشمن اور خدا اس کا دشمن ہے۔

جس قدر مقدمات مجھ پر کئے گئے یا کرائے گئے انمیں میرے ہی مخالفوں کو ناکامی اور نامرادی ہوئی اور خدا تعالی نے مجھے ہی بامراد کیا۔ آتمارام کے سامنے ناکام ہوئے جہلم میں انھیں نامرادی ہوئی۔ اور اس سے پہلے وہ شرمندہ ہوئے۔

ماسوا اسکے ایک اور بات میں پیش کرتا ہوں جو بہت ہی صاف اور بدیہی بات ہے **براہین احمدیہ** کے زمانہ میں جسکو ۲۳ سال کے قریب گذرے کیونکہ کتاب تالیف پہلے ہوتی ہے اور پھر طبع ہوتی ہے اس کو شایع ہوئے بھی چھبیس سال گذرے۔ اور وہ تالیف اس سے بہت پہلے ہوئی۔ اس میں اسقدر پیشگوئیاں ہیں کہ میں اسوقت ان سب کو بیان نہیں کر سکتا۔ نمونہ کے طور پر میں ایک کو بیان کرتا ہوں۔

ایک زبردست نشان جو ہر روز پورا ہوتا ہے اِس کتاب

براہین احمدیہ میں اللہ تعالی مجھے ایک دعا سکھاتا ہے۔ جیسے بطور الہام فرمایا ہے

رب لا تذرنی فردا

یعنی مجھے اکیلا مت چھوڑ اور ایک جماعت بنادے۔ پھر دوسری جگہ وعدہ دیتا ہے۔

یاتیک من کل فج عمیق

ہر طرف سے تیرے لئے وہ زر اور سامان جو مہمانوں کے لئے ضروری ہیں اللہ تعالی خود مہیا کریگا اور وہ ہر ایک راہ سے تیرے پاس آئینگے اور پھر فرمایا۔

یاتون من کل فج عمیق ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس

ہر ایک طرف اور ہر ایک راہ سے تیرے پاس مہمان آئینگے اور اسقدر کثرت سے آئینگے کہ قریب ہے تو ان سے تھک جاوے یا بد خلقی کرے اس لئے پہلے سے بتا دیا کہ نہ تو ان سے تھکے اور نہ ان سے بد خلقی کرے۔

یہ پیشگوئیاں اس براہین احمدیہ میں موجود ہیں جن کو شائع ہوئے چھبیس سال کا عرصہ گذرتا ہے اور جسکی تالیف پر ۲۳ سال گذرتے ہیں۔ یہ وہ کتاب ہے جو مخالفوں کے پاس بھی موجود ہے اور گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی اور مکہ مدینہ اور بخارا میں بھی اسکے نسخے پہنچے۔ اب تو اسمیں یہ الہامات درج نہیں کر دیئے گئے۔

اب غور کرو کہ جس زمانہ میں یہ پیشگوئی شائع ہوئی یا لوگوں کو بتائی گئی اسوقت کوئی شخص یہاں آتا تھا میں خدا تعالی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی مجھے جانتا بھی نہ تھا اور کبھی سال بھر میں بھی ایک خط یا مہمان آتا تھا میں بالکل ایک گمنامی کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ یہ ہندو جو یہاں رہتے ہیں اور اب گالیاں دیتے ہیں اور ہر قسم کی مخالفت کرتے اور خباثت رکھتے ہیں انکو قسم دو اور یا وہ بغیر قسم ہی بتائیں کہ کیا ان لوگوں میں سے کوئی ہمارے پاس آتا تھا؟ یہ سب پہلے گواہ ہیں اور انھوں نے خدا تعالی کے ان نشانات کو دیکھا ہے اور اب وہ چھپاتے ہیں اس طرح پر گویا سب سے پہلے [illegible] ہیں۔ آریہ سماج والے **ملاوامل اور شرمپت رائے** یہاں موجود ہیں یہ میرے ساتھ عموماً آیا جایا کرتے تھے۔ میرے ساتھ براہین احمدیہ چھپوایا کرتے اور اس کے پروف بھی انھوں نے دیکھے ہیں۔ اور جب ہم امرتسر جاتے تھے تو کسی کو معلوم بھی نہیں ہوتا تھا کہ کہاں گئے؟ اور وہاں جا کر کوئی نہیں جانتا تھا کہ کہاں رہے؟ اب اگر وہ **ایمان** رکھتے ہیں اور دھرم رکھتے ہیں تو وہ جواب دیں٭؟

٭**فٹ نوٹ۔** لالہ ملاوامل اور لالہ **شرمپت رائے** کا فرض ہے کہ وہ اس **شہادت حقہ** کا اظہار کریں جو وہ زندہ موجود ہیں اور آریہ سماج کا فرض ہے کہ ان سے اس امر کی شہادت لیکر شایع کرے وہ اپنا حلفی بیان دیں اور مندرجہ ذیل سوالات کا جواب دیکر پبلک کو اپنی **حق گوئی** کا فایدہ پہنچائیں۔

اول۔ کیا جب براہین احمدیہ میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیشگوئی درج کی تم نے پڑھی تھی؟

دوم۔ کیا اس وقت **حضرت اقدس** کو فی الحقیقت قادیان کے باہر کی دنیا جانتی تھی اور وہ شہرت یافتہ انسان تھے؟

سوم۔ کیا انکے پاس لوگوں کا رجوع تھا؟ اور لوگ یہاں آتے تھے؟

چہارم کیا وہ ایک گوشہ نشینی کی زندگی بسر نہ کرتے تھے؟

پنجم۔ کیا تمھاری آنکھوں نے نہیں دیکھا کہ ہزاروں ہزار انسان قادیان میں کھچے چلے آتے ہیں اور انکے پاس ہر قسم کے سامان مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے آرہے ہیں؟

ششم پھر کیا یہ پیشگوئی جیسا کہ براہین میں درج تھی پوری ہوئی یا نہیں؟

یہ مختصر سے سوالات ہیں۔ اور ان کا جواب دینا ہمارے مکرم لالہ صاحبان کا فرض ہے وہ قوم اور برادری کی خاطر سچ کو نہ چھپائیں اور مردانہ وار اس شہادت حقہ کو ادا کریں۔ وہ اگرچہ اور بھی بہت سے نشانات کے گواہ ہیں مگر صرف اس وقت اس ایک نشان بیان کی شہادت لی جاتی ہے وہ قسم کھا کر شہادت ادا کریں۔ — ایڈیٹر

رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

الحکم

ایڈیٹر۔ شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۶؎ (۲) خواص و معاونین سے عـ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۷) غیر مذاہب والوں سے ۳؎ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱؎

جلد ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۶ء مطابق ۲۹ ذی الحجہ | نمبر ۳

تازہ الہامات و رؤیا

۲۲ جنوری ۱۹۰۶ء۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اے اہل بیت تم میں سے ناپاکی کو دور کر دے۔ اور تمہیں پاک کرے اور مطہر بنائے۔

اس وحی کے بعد میں کسی کو آواز بار بار اس طرح سے پکارتا ہوں کہ فتح فتح گویا اس کا نام فتح ہے۔

سلسلہ کی ضرورتیں اور انکے پورا کرنے کی سبیل

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں میں نے سوا لاکھ روپیہ جمع کرو کے عنوان سے اس سال کے اخراجات پر قوم کو توجہ دلائی ہے اور ساتھ ہی میں نے اپنے محترم ہمعصر میگزین اور بدر کو بھی متوجہ کیا تھا کہ وہ ان ضروریات سے قوم کو آگاہ کریں میں نہایت خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ معزز ہمعصر میگزین نے نہایت خوبی کیساتھ ضروریات سلسلہ پر اپنے جنوری کے اشو میں بحث فرمائی ہے۔ اور آیندہ بھی وہ امید ہے اس سلسلہ کو بند نہ کرینگے۔ ایسا ہی مجھے اپنی بھائی بدر سے متوقع ہونا چاہیئے۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ اس روپیہ کے پورا کرنے کے ذریعوں کو ظاہر کیا جاوے در بوجہ تقریب عید کے صرف اسی کے اظہار کو کافی سمجھا گیا تھا۔ آج بھی میں اسی عید فنڈ کی طرف قوم کو توجہ دلانی چاہتا ہوں جیسا کہ میں نے پہلے متعدد مرتبہ ظاہر کیا ہے اور جسکی تائید گرامی نقدر ایڈیٹر میگزین نے فرمائی

ہے یہ امر واقعی ہے کہ اگر باضابطہ یہ چندہ وصول کیا جاوے تو مدرسہ کے سال تمام کے اخراجات آمدنی سے پورے ہو سکتے ہیں ان اطلاعوں اور یاد دہانیوں کو کافی نہ پاکر جو اخبارات اور رسالجات میں شائع ہوتی ہیں جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے مطبوعہ کارڈوں کے ذریعہ بھی قوم کو جو متوجہ کیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ سلسلہ کی ضروریات حقہ سے آگاہ قوم اور پھر ان ضروریات حقہ کیلئے محض خدا کیلئے سعی کرنے والی حق شناس قوم اپنے محترم اور واجب التکریم خادم (فی الحقیقت مخدوم) سکرٹری صدر انجمن کی اس توقع کو جو وہ اپنی قوم کی نسبت کرتا ہے نتیجہ خیز ثابت کر دیگی پچیس تیس ہزار روپیہ ضرور جمع ہو جاویگا اگر چاہتے ہو کہ کام کرنیوالے افراد آپ کی دی ہوئی خدمات کو اطمینان سے کر سکیں اور اپنے فرض کو جو انکے سپرد تم قرار دیتے ہو ادا کر سکیں تو یہ تمہارا فرض ہے کہ اس فرض کو تم ادا کرو جو وہ تمہارے ذمہ مقرر کریں۔

پس اس وقت ضرورت ہے کہ عید کی تقریب پر ہر احمدی اپنی ہمت و استعداد کے موافق عید فنڈ بھیجنے والا ہو سا اور ایسا ہی وہ احباب جو خدا کے فضل سے قربانی کرنے کی مقدرت رکھتے ہیں۔ قربانی کی کھالیں فروخت کر کے وہ روپیہ ان مساکین کی ہمدردی اور اعانت کیلئے بھیجیں جو ان کے قومی مدرسہ میں پرورش پارہے ہیں۔

بار بار کی یاد دہانیاں ہر چند ناگوار معلوم ہوتی ہیں اور نظر غیر میں قومی اشتہار پر شاید حرف زن بھی ہوں مگر نہیں تکرار بھی اپنے رنگ میں ایک سنت اللہ ہے سا ورہ ہمارے احباب کو بھی قند مکرر کا مزا دیگا بالآخر اس سعید تقریب پر اپنے مدرسہ اور اپنے قومی یتیموں کو مت بھولیئے یہ نمبر غالباً عید کے دن ہمارے دوستوں کو پہنچیگا اس لئے عید کی مبارک باد دیتا ہوا پھر یاد دلاتا ہوں کہ قومی مدرسہ کی ضروریات اور قومی یتیم بچوں کو مد نظر رکھو یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور اسی کے منشاء کے ماتحت ہو رہا ہے ہو کر رہیگا مگر مبارک ہونگے وہ جو آج اس میں شریک ہونگے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے کاروبار میں برکت دیگا۔ ایڈیٹر

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت اس ہفتہ علی العموم اچھی رہی اگرچہ بعض اوقات نصیب اعدا طبیعت ناساز بھی مگر آپکا مدامی اصول ہے کہ جب ذرا طبیعت بحال ہوتی ہے اپنے فرض منصبی میں مصروف ہو کر میں سرگرم ہو جاتے ہیں

۲۔ ۲۲ جنوری ۱۹۰۶ء کو ایک پرانا الہام جو چوتھائی صدی بیشتر کا ہے سنایا۔ قادیان کے بعض آریوں کے گواہان نشانات ہونے کا ذکر تھا فائم تک

میں سچ کہتا ہوں کہ اونھوں نے خدا تعالیٰ کے بہت سے نشانات دیکھے ہیں
اور وہ گواہ ہیں لیکن قوم اور برادری کے ڈر سے خاموش ہیں وہ کیوں اس شہادت
کو ظاہر نہیں کرتے؟ یہ سچائی کا خون کرنا ہے وہ عنقریب جان لینگے کہ انکا انجام
کیا ہے؟ وہ قسم کہا کر بتائیں کہ کیا یہ رجوع لوگوں کا تھا؟ کیا اسی طرح فتوحات
آتی تھیں۔ اسی طرح پر خطوط آتے تھے؟ تم نے یہ عبارتیں پڑھی تھیں؟ اگر
یہ سچ ہے اور تمہارے سامنے قبل از وقت ایسی حالت میں کہ کوئی مجھے جانتا بھی
نہ تھا خدا تعالیٰ سے وحی پاکر میں نے خبر دی تھی اور وہ پوری ہوئی تو پھر بتاؤ
کہ کیا یہ انسان کا اپنا کام ہے کہ اسطرح پر قبل از وقت خبر دے اور ایک زمانہ
دراز کے بعد وہ پوری ہو جاوے؟ ایک آدمی جو گمنامی کی حالت میں ہے
اسکو اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ تیرے لئے ایک زمانہ آتا ہے کہ تو عالم میں مشہور
ہو جائیگا۔

فحان ان تعان و تعرف بین الناس

ایک زمانہ آئیگا کہ تیری مدد کیجائیگی اور تو لوگوں میں شناخت کیا جائیگا کیا یہ انسانی
کام اور منصوبہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے کہ پہلے ایک وقت
کی خبر دیتا ہے کیونکہ علم غیب اسی کو ہے اور یہ اسی کا خاصہ ہے اور وہ اپنے
مرسلین پر ایسے ظاہر کرتا ہے۔

جب یہ بات ہے تو پھر سوچو مر کر خدا تعالیٰ کے سامنے جانا ہے اسکا کیا جواب ہے؟
کہ باوجودیکہ تم نے اپنی آنکھوں سے ان نشانات کو دیکھا اور تم ان کے گواہ
ٹھہرے اور شنیدہ سنائے گواہ نہیں بلکہ رویت کے گواہ اور وہ بھی ایسے کہ دنیا بھر
میں جواب نہ دیکھیں **یاد رکھو خدا کی حجت تم پر قائم ہے**
میں حلفاً کہتا ہوں سب سے زیادہ حجت تم پر قائم ہے اگرچہ ساری
دنیا پر حجت ہے مگر تم پر سب سے زیادہ ہے میرا وجود اسوقت نہ ہونے کی برابر
تھا میں ایک عض وجود تھا۔ پھر جب کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا اور جو کچھ پھر
علم دیا گیا تھا اسی طرح پورا ہونا آسان بات نہیں ہے۔ دیکھو یہ کیا بزرگ نشان
ہے ایک نشان ہے جو ہر روز تازہ بتازہ پورا ہو رہا ہے۔

یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتا۔ وہ رحیم کریم خدا ہے لیکن
جب انسان شوخی کرتا ہے تو ایسے ڈرنا چاہئے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ ابھی قادیان
میں طاعون نہیں ہوا تھا تو میں نے شائع کر دیا تھا انی احافظ کل من فی الدار پھر
کیا وجہ ہے کہ ہندوں کے تو گھر خالی ہو جاویں اور میرے گھر کا چوہا بھی نہ مرے۔ میں
پھر کیوں کر کہتا ہوں کہ یہ اور اس قسم کے بہت سے نشانات یہاں کے ہندوؤں نے
دیکھے ہیں جو اگرچہ سب دنیا پر حجت ہیں لیکن انپر سب سے زیادہ حجت ہے
وہ مجھے اور میری جماعت کو طرح طرح کی اذیتیں دیتے اور دینے کے ارادوں میں رہتے ہیں مگر وہ یاد
رکھیں کہ **خدا ہے اور ضرور ہے** اور وہ بیباک اور شوخ کو سزا
دے بغیر نہیں چھوڑتا۔

آخر کار میں اپنی جماعت کو **نصیحت** کرتا ہوں کہ تم دشمن کے مقابلہ پر صبر اختیار
کرو۔ تم گالیاں سنکر چپ رہو گالی سے کیا نقصان ہوتا ہے گالی دینے والے
کے اخلاق کا پتہ لگتا ہے میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر تم کو کوئی زدوکوب بھی
کرے تب بھی صبر سے کام لو یہ یاد رکھو اگر خدا کی طرف سے ان لوگوں
کے دل سخت نہ ہوتے تو وہ کیوں ایسا کرتے یہ خدا کا فضل ہے کہ ہماری
جماعت امن کن جو ہے اگر وہ ہنگامہ پرداز ہوتی تو بات بات پر لڑائی
ہوتی اور پھر اگر ایسے لڑنے والے ہوتے اور انہیں صبر برداشت
نہ ہوتی تو پھر انمیں اور انکے غیروں میں کیا امتیاز ہوتا۔

ہمارا مذہب یہی ہے کہ ہم بدی کرنے والے سے نیکی کرتے ہیں یہی
گھر جو سامنے موجود ہے اس کے متعلق میرے لڑکے مرزا سلطان احمد
نے مقدمہ کیا تھا۔ باوجودیکہ میرے لڑکے نے مقدمہ کیا تھا اور یہ سخت
ایذا دینے والے دشمن تھے مگر میں نے کہا کہ میں اظہار نہیں دونگا۔ گیا
اسوقت مینے سلطان احمد کی رعایت کی تھی یا انکی؟ اور انکی دشمنیوں کا
خیال رکھا یا انکے ساتھ نیکی کی۔ یہ ایک ہی بات نہیں جب جب انکو میری
مدد کی ضرورت ہوئی میں نے انکو مدد دی ہے اور دیتا رہتا ہوں جب
انکو مصیبت آئی یا کوئی بیمار ہوا تو میں نے کبھی سلوک اور دوا دینے
سے دریغ نہیں کیا۔ ایسی حالت میں کہ ہم انسے سلوک کرتے ہیں
اور انکی سختیوں پر صبر کرتے ہیں تم انکے بدسلوکیوں کو خدا پر چھوڑ دو
وہ خوب جانتا ہے اور اچھا بدلہ دینے والا ہے میں تمہیں بار بار کہتا ہوں
کہ ان سے نرمی کرو اور خدا سے دعا کرو۔ مگر یہ بھی یاد رکھو کہ دعائیں
منظور نہ ہونگی جب تک تم **متقی** نہ ہو اور تقوی اختیار کرو۔

تقوی کی دو قسم ہیں ایک علم کے متعلق دوسرا **عمل** کے متعلق علم
کے متعلق تو میں نے بیان کر دیا کہ علوم دین نہیں آتے اور نہ حقائق
معارف نہیں کھلتے جب تک متقی نہ ہو۔ اور عمل کے متعلق یہ ہے
کہ نماز۔ روزہ اور دوسرے عبادات اسوقت تک ناقص رہتے
ہیں جب تک متقی نہ ہو۔

اسباب کو بھی خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے **دو حکم** اول یہ کہ اسکے
ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ نہ اسکی ذات میں نہ صفات میں نہ عبادت
میں اور دوسرے نوع انسان سے ہمدردی کرو۔ اور احسان سے
یہ مراد نہیں کہ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں ہی سے کرو بلکہ کوئی ہو
آدم زاد ہو اور خدا کی مخلوق میں کوئی بھی ہو مت خیال کرو کہ وہ
ہندو ہے یا عیسائی میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا
انصاف اپنے ہاتھ میں لیا ہے وہ نہیں چاہتا کہ تم خود کرو۔
جسقدر نرمی تم اختیار کروگے اور جسقدر فروتنی اور تواضع کروگے اللہ تعالیٰ
اسیقدر تم سے خوش ہوگا۔ اپنے دشمنوں کو تم خدا کے حوالہ کرو۔
قیامت نزدیک ہے۔ تمہیں ان تکلیفوں سے جو دشمن تمہیں دیتے
ہیں گھبرانا نہیں چاہئے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تمکو ان سے بہت دکھ
اٹھانا پڑیگا۔ کیونکہ جو لوگ دائرہ تہذیب سے باہر ہو جاتے ہیں انکی زبان
ایسی چلتی ہے جیسے کوئی پل ٹوٹ جاوے تو ایک سیلاب پھوٹ نکلتا
ہے۔ پس دیندار کو چاہئے کہ اپنی بات کو سنبھال کر رکھے۔
یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان کسی کا مقابلہ کرتا ہے تو اسے کچھ
نہ کچھ کہنا ہی پڑتا ہے جیسے مقدمات میں ہوتا ہے اسلئے آرام اسی میں ہے
کہ تم ایسے لوگوں کا مقابلہ ہی نہ کرو سد باب کا طریق رکھو اور کسی سے جھگڑا
مت کرو زبان بند رکھو گالیاں دینے والے کے پاس سے چپکے گذر جاؤ
گویا سنا ہی نہیں اور ان لوگوں کی راہ اختیار کرو جنکے لئے قرآن شریف
نے فرمایا ہے

واذا مروا باللغو مروا کراما

اگر یہ باتیں اختیار کرلو گے تو یقیناً یقیناً اللہ تعالیٰ کے سچے **مخلص**
بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی رپورٹ کی حاجت نہیں وہ خود دیکھتا
اور سنتا ہے۔ اگر تم تین ہو تو چوتھا خدا ہوتا ہے اسلئے خدا کو اپنا
نمونہ دکھاؤ

اگر تمہارے نفسانی جوش اور بدزبانیاں ایسی ہی ہیں جیسے تمہارے
دشمنوں کی ہیں پھر تم ہی بتاؤ کہ تم میں اور تمہارے غیروں میں کیا
فرق اور امتیاز ہوا؟ تمہیں تو چاہئے کہ ایسا نمونہ دکھاؤ کہ جو مخالف
خود شرمندہ ہو جاوے۔ بڑا ہی عقلمند اور حکیم وہ ہے جو نیکی سے
دشمن کو شرمندہ کرتا ہے۔

تمہیں اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ نرمی اور رفق سے معاملہ کرو اپنی
ساری شکایتیں اور بلائیں خدا تعالیٰ پر چھوڑ دو۔ یقیناً سمجھو اگر کوئی شخص
ایسا ہے کہ تم محض کہ شرارت سے [illegible] اور خدا پر اسے چھوڑتا ہے تو خدا اسے ضائع نہیں کریگا

بقیہ صفحہ [illegible] کالم (۲)

خطبہ مشرح

[جس کا خلاصہ بروز جمعہ تاریخ ۱۱ جنوری ۱۹۰۷ء کو مسجد مبارک میں جو مولوی محمد احسن فاضل امروہی نے پڑھا۔ بعد خطبہ ماثورہ کے آیت ذیل پڑھی]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ وقال رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانہ اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب۔

یہ آیت پارہ ۲۴ سورہ مومن میں ہے اللہ تعالےٰ کو اس مومن آل فرعون کا استدلال مندرجہ آیت بر حقیقت نبوت حضرت موسیٰ پر اُس نے کیا ہے ایسا پسند آیا کہ اُس کو اس سورہ میں مع دیگر اُس کی نصائح اور پند کے درج کیا ہے اور سورہ کا نام بھی سورہ مومن رکھا گیا جو قیامت تک یہ استدلال اُس کا تلاوت کیا جاویگا اور فی الحقیقت یہ استدلال ایک ایسا عظیم الشان استدلال ہے کہ مخالف اگرچہ فرعون جیسا ہی کیوں نہ ہو اس میں کسی طرح کا نقض یا معارضہ نہیں کر سکتا اور خود فرعون بھی اس دلیل کا کچھ بھی معارضہ نہیں کر سکا اور اُسکو اسکے جواب میں یہی کہنا پڑا کہ میری جو رائے موسیٰ کے قتل کے باب میں ہے وہی صواب ہے اور کوئی دلیل اس اپنے دعوے پر فرعون قائم نہیں کر سکا قال فرعون ما اریکم الا ما اریٰ یعنے فرعون نے اُس کی دلیل کا یہ جواب دیا کہ جو میری رائے موسیٰ کے قتل کے بارہ میں ہے وہی میں تمکو سمجھاتا ہوں اور یہی سیدھی اور درست راہ ہے پس جبکہ یہ ایسی دلیل ہے تو ہم کو خوب تدبر کر کر یاد کر لینی چاہیئے کیونکہ اگر تدبر نہ کیا جاوے تو بظاہر اس دلیل میں ایک شبہ بھی پیدا ہوتا ہے جس کا ازالہ و بیان ہم آگے کرینگے اول واسطے زیادتی بصیرت کے بینات کو سمجھ لینا چاہیئے واضح ہو کہ بینات جمع بینہ کی ہے اور بینہ ایسی روشن حجت کو کہتے ہیں جس میں کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہ رہے مامور من اللہ کو جو یہ بینات اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہوتے ہیں اُنکی تین قسمیں ہو سکتی ہیں اول قسم وہ بینات ہیں جو کسی دعوے پر نقلی دلائل ایسی قطعی ہوں جو عقلی دلائل سے بھی مؤید ہوں پس جبکہ ادلہ نقلیہ اور عقلیہ کا باہم تظاہر ہو جاوے تو اُسکے تسلیم کرنے میں کون سی حالت منتظرہ باقی رہ سکتی ہے اس لئے اُسکو بینہ یعنے روشن حجت کہا جاتا ہے۔

دوسری قسم ان بینات کی وہ پیشین گوئیاں ہیں جو انبیاء سابقین نے کسی مامور من اللہ کی نسبت پہلی کتابوں میں بیان فرمائی ہوں اور وہ پیشین گوئیاں اُس مامور کے حق میں مطابق آگئی ہوں چونکہ واقعات کا کوئی اہل عقل انکار نہیں کر سکتا لہذا جبکہ اُن واقعات کا اُن پیشین گوئیوں کے ساتھ تطابق ہو گیا ہو تو اندریں صورت بھی انکار کرنے کا کوئی موقعہ باقی نہیں رہ سکتا کیونکہ وہ پیشین گوئیاں جو پہلی کتابوں میں انبیا کی طرف سے لکھی گئی تھیں اُن کا منجانب اللہ ہونا ضروری ہے کیونکہ آئندہ زمانوں کے واقعات کی خبر دینا خصوصاً جو انسانی طاقت سے باہر ہے فلا یظہر علےٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول الآیہ پس تطابق واقعات کا اُن پیشگوئیوں

کے ساتھ بالضرور حجت روشن ہے اور اسکو بینہ کہتے ہیں۔

تیسری قسم بینات کی وہ خوارق عادات اور معجزات ہیں جو خود اُس مدعی مامور من اللہ کے ہاتھ پر صادر ہوں جن کا مقابلہ اُس کے مخالفین نہ کر سکیں۔ یہ معجزات بھی بینات ہی ہیں کیونکہ تمام شرائع میں خصوصاً شریعت اسلام میں یہ امر ایک ثابت شدہ صداقت ہے کہ مفتری کے ہاتھ پر نہ معجزات اور خوارق عادات صادر ہو سکتے ہیں اور نہ اُس کے لئے تائید الٰہی اور اپنی مرادات میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے پس ان خوارق عادات یا الہامات کو جو پورے ہوتے ہوئے دیکھ لیا جاوے تو ان خوارق کو بھی بینات کہتے ہیں جس مامور من اللہ میں یہ تینوں قسم کے بینات جمع ہو جاویں تو پھر وہ مدعی مامور من اللہ خود مجسم بینہ ہو جاتا ہے جیسا کہ ہمارے حضرت رسول مقبول صلعم یا اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود ہیں اور یہ بھی واضح ہو کہ جو مکذب باوجود مشاہدہ کرنے ان بینات کے بھی اُس مامور من اللہ کو تسلیم نہ کرے تو وہ ایک حیثیت سے مشرک ہے اور یہ تکذیب اُس کی شرک میں داخل ہے کیونکہ جبکہ یہ امر ثابت شدہ صداقت ہے کہ معجزہ فعل الٰہی ہوتا ہے نہ فعل عبد کا تو جو شخص باوجود ان بینات کے نہیں مانتا تو یہ تکذیب اُس کی منجر اس امر کی طرف ہو جاتی ہے کہ ان بینات کا صادر کرنے والا کوئی دوسرا غالب خدا ہوگا ورنہ کون سی وجہ ہے کہ ایک مفتری علی اللہ کے ہاتھ پر بینات صادر ہوتے چلے جاویں جو فعل الٰہی کہلاویں تو کیا مکذب کے نزدیک کوئی دوسرا خدا غالب ہے جو بھی کاذب کے ہاتھ پر معجزات صادر کراتا ہے ونعوذ باللہ منہ وہ اللہ تبارک و تعالےٰ جس کے صفات حمیدہ قرآن مجید میں مذکور ہیں اُس نے تو قطعی طور پر فرمادیا ہے کہ میں مفتری علی اللہ کو کامیاب نہیں کرونگا بلکہ اُس کو خائب اور خاسر کر دونگا اب جبکہ مفتری علی اللہ کامیاب ہوتا جاوے اور بینات بھی اُس کے ہاتھ پر صادر ہوتے رہیں تو مکذب کے نزدیک کوئی دوسرا خدا غالب ہے جو اُسکے ہاتھ پر بینات صادر کرا رہا ہے پس ایسا مکذب علاوہ ارتکاب کفر و انکار کے مرتکب شرک کا بھی ہے اب ہم کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم اور مسیح محمدی میں بلحاظ ان تینوں قسم کے بینات کے فرق یہ ہے کہ پہلے مسیح میں ہم دوسری قسم کے بینات موجود نہیں پاتے اور مسیح محمدی میں تینوں قسم کے بینات موجود ہیں مختصر بیان اُس کا یہ ہے کہ پہلے مسیح ابن مریم کے لئے کتب موسیٰ میں کوئی پیشین گوئی موجود نہیں عیسائی جو بعض پیشین گوئیوں کو حضرت ابن مریم پر لگاتے ہیں وہ اُن پر صادق نہیں آتیں مثلاً سفر استثنا فصل ۱۸ کی پیشین گوئی جو حضرت مسیح بن مریم کے لئے اپنے زعم میں ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ کسی طرح سے اُن پر صادق نہیں آسکتی جیسا کہ ہم نے ریویو جلد ۵ میں دلیل حقیت اسلام ع اول میں مشرح لکھدیا ہے علاوہ اس پر یہ کہ مسیح ابن مریم خود اس پیشین گوئی کو اپنے حق میں ہونے کے نفی کرتے ہیں دیکھو فصل ۱ یوحنا کے ورس ۲۱ تو پھر پولوس بھی اس امر کا انکار کرتا ہے چنانچہ نامہ عبرانیوں فصل ہفتم میں پولوس کہتا ہے کہ ظاہر ہے ہمارا خداوند یہود اسے نکلا اور اس فرقہ کے حق میں موسیٰ نے کہانت کی بابت کچھ نہ کہا۔ اب ہم عہد عتیق کی آخری کتاب یعنے ملاکی نبی کی آخری باب سے یہ دعوے یعنے ابن مریم کی پیشین گوئی بائبل میں موجود نہ ہونا ثابت کرنا چاہتے ہیں خوب غور کرو (۵) دیکھو

خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں الیاہ نبی کو
تمہارے پاس بھیجوں گا۔ اس ورس کو جو درباره مسیح ابن مریم قرار
دیا گیا ہے اسکا ثبوت بحق ابن مریم بہت مشکل ہے کیونکہ اگر وہ دن بزرگ
اور ہولناک ایام ابن مریم کے قرار دیئے جاویں تو فرمائیے کہ ان ایام
میں کونسی بزرگی اور ہولناکی واقع ہوئی جبکہ خود مسیح فرماتے ہیں۔ وہ جو
مجھے رد کرو دیتا ہے اور میری باتوں کو قبول نہیں کرتا اُس کے لئے ایک ہے جو
حکم کرنے والا ہے کلام جو میں نے کہا ہے وہی اُس کو پچھلے دن مجرم ٹھیرائیگا
یوحنا باب ۱۲ - اس ورس کے حاشیہ میں استثنا ۱۸ کا حوالہ بھی
دیا گیا ہے جو بحق خاتم النبین ہے جیسا کہ ہم نے دلیل اول حقیقت اسلام
میں بیان کیا ہے پس جبکہ خود مسیح ابن مریم ورس ۱۹ باب ۱۸ استثنا کو
بحق حضرت خاتم النبین جو پچھلے دن میں حکم کرنے والا ہے قرار دیتے ہیں
تو پھر ہم اس بزرگ دن کو جو ملاکی نبی کی کتاب میں ہے یہی پچھلا دن
جو بموجب اقرار ابن مریم کے بحق خاتم النبین ہی کیونکر نہ قرار دیویں
پس ثابت ہوا کہ پیشین گوئی جو ملاکی نبی کی کتاب کے چوتھے باب میں
ہے مسیح بن مریم کے حق میں ثابت ہونی بہت دشوار ہے اور پھر باب
تین اعمال حواریں سے منصوص طور پر ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ پیشین گوئی
سفر استثنا باب ۱۸ بحق مسیح بن مریم ثابت نہیں ہوسکتی ہے اور نہ ملاکی
نبی کی کتاب کی پیشین گوئی بحق مسیح ابن مریم ثابت ہوسکتی ہے۔ پس
چونکہ ملاکی نبی کی کتاب آخری کتاب ہے تو جبکہ اس کی پیشین گوئی کا
یہ حال ہے تو پھر پہلی کتابوں کو اسی پر قیاس کرلو۔ قیاس کن زگلستان
من بہار مرا۔ ہاں ہم مسیح بن مریم کو نبی برحق مبشر برسول یاتی
من بعدی اسمہ احمد کا مصداق بالضرور مانتے ہیں مگر بطور
مقدمۃ الجیش کے آنحضرت صلعم کے لئے مبشر ہو کر آئی ۔ مسیح
از مقدم او مژدہ گوئی۔ کلیم از مشغل او شعلہ جوئی - اور عیسائیوں
پر یہ ایک بڑا احسان قرآن مجید کا ہے کہ مسیح بن مریم کو بھی اُس نے نبی
برحق ثابت کیا ورنہ مطالعہ اناجیل سے تو اُن کی نبوۃ کی نسبت
ناحق کر سخت ابتلائیں آتی ہیں اور یہود کو بھی وجہ سخت ابتلائیں آئی -
مثلاً اُن کے اعتقاد میں تھا کہ مسیح نسل داؤد سے ہوگا مگر اس اعتقاد
کی نسبت یہ عکس القضیہ واقع ہوا کہ مسیح ابن مریم کے باپ بھی
ندارد ہیں جس سے ثبوت نسب کا داؤد سے ہونا دشوار ہوا۔
دوسرا اعتقاد اُن کا یہ تھا کہ الیاس نبی مسیح سے پہلے آویگا
اُس کا یہ حال کہ خود الیاس ابتک نہیں آئے بلکہ اُن کا مثیل آیا۔
الحاصل مومن آل فرعون نے فرعون کی رائے کے معارضہ میں
یہ استدلال مندرجہ آیت بیان کیا ہے جو اپنے ایمان کو اولاً
برعایت مصلحت پوشیدہ رکھتا تھا اس مومن آل فرعون کو
تفاسیر کبیر وغیرہ میں لکھا ہے کہ فرعون کا بھتیجا تھا اور نیز ولی عہد
بھی تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُس کو بلفظ رجل تنوین تعظیم کے ساتھ
تعبیر فرمایا کیونکہ تنوین اس میں تعظیم کے لئے ہے جس کا ترجمہ ایک
بڑا مرد ہے یہ کتمان ایمان اُس کا ایک مصلحت دینی پر بھی مبنی تھا
اور وہ مصلحت یہ تھی کہ درصورت کتمان کے میری نصیحت اور
جو استدلال باثبات حقیقت نبوت موسیٰ پر کروں گا اُس کا اثر
فرعون اور فرعونیوں پر زیادہ تر ہوگا اور آل فرعون میری طرف
کسی طرح وہم و گمان جانب داری موسیٰ کا نکرینگے۔ ولنعم ما قیل۔
خوشتر آں باشد کہ سر دلبران گفتہ آید در حدیث دیگراں
یہاں ناظرین بڑی حیرت کا مقام ہے کہ فرعون تو حضرت موسیٰ

کی خاص قوم میں سے ایک رشتہ دار قریب تھا جو حضرت موسیٰ سے
عزیز ہو کر شاہزادہ و غارت تھا اور یہ مومن خاص خاندان فرعون سے تھا
جس کا ایمان ایسا کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ نے پسند فرما کر قرآن مجید میں
اُس کا ذکر فرمایا ولنعم ما قیل۔ حسن ز بصرہ بلال از حبش
صہیب از شام - ز خاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی است الحاصل
وہ مرد مومن کہتا ہے کہ تم ایسے آدمی کو کیوں قتل کرتے ہو جو کہتا
ہے کہ میرا رب وہی اللہ ہے جو تمام آسمانوں اور زمینوں اور مافیہا
کا رب ہے اور اپنے معجزات اور بینات ایسے تمہارے رب کی طرف
سے لایا ہے جن کا معارضہ تم سے نہیں ہو سکا پس اس سے ثابت ہے
کہ اُسی کے رب نے اُس کے دعوے کی تصدیق ان بینات سے کر دی ہے
ورنہ بینات کے ساتھ اُس کی تائید کیوں کی جاتی اس بیان سے وہ
شبہ بھی زائل ہو گیا جو بظاہر وارد ہوتا تھا وہ شبہ یہ ہے کہ اس
استدلال سے ہر ایک زندیق اور ملحد کی تصدیق کی جا سکتی ہے کہ
اگر وہ جھوٹا ہے تو وبال اُس کے کذب کا اُسی پر پڑے گا اور اگر
سچا ہے تو بعض وہ امور [illegible] ہی جن کا وعدہ کرتا ہے مخالفین کو
پہنچ رہینگے لیکن ہم کو اُسکے ماننے میں کوئی ہرج نہیں ہو سکتا ازالہ
اس شبہ کا یہی ہے کہ درصورت کاذب ہونے مدعی کے اُس کے
ہاتھ پر بینات ہرگز ہرگز صادر نہیں ہو سکتی اور یہ جملہ شرطیہ
کہ ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ جو فرمایا گیا ہے وہ بطور فرض محال
کے ہے جیسا کہ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین
اور یہ شق جو اُس مومن آل فرعون نے بیان کی ہے وہ صرف الزاماً
للحجۃ مخالف کے رعایت کر کر ذکر کی ہے تاکہ مخالف کو کسی طرح
کی گنجائش کلام کرنے کی باقی نہ رہے ورنہ یہ امر تو شرعاً ممکن ہی نہیں
کہ کوئی مدعی جو مفتری علی اللہ بھی ہو لیکن اللہ تعالیٰ اُس مفتری
کی تائیدات بینات سے فرماتا رہے حاشا و کلا بلکہ ایسی تکذیب
کی صورت میں تو مکذب کا شرک لازم آتا ہے جیسا کہ پہلے ہم بیان
کر چکے اور یہ جو فرمایا گیا کہ بعض وعیدات تو بالضرور پورے ہو کر
رہینگے اور کل وعیدات کو نہ فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ وعید میں
عفو بھی جائز ہے لیکن بعض وعیدوں کا وقوع ضرور ہے اور اگر
بعض وعید بھی درصورت مدعی کے صادق ہونے کے واقع نہ ہوویں
تو پھر تو اُس کی رسالت ہی لغو ہو جاوے گی پس اُس کو رسول
کر کر کیوں مبعوث فرمایا یہ قضیہ جزئیہ کہ بعض وعید اُس کے مخالف
کے حق میں پورے ہو جاوینگے درصورت صدق ہر ایک مخالف
کو واجب التسلیم ہے اور برعایت مخالف کے ہے یہ قضیہ
جزئیہ بیان کیا گیا ہے تاکہ کسی طرح گنجائش گفتگو کی مخالف کے
لئے باقی نہ رہے غرضکہ ایسے مدعی کی تصدیق میں مصدق کا کوئی
ہرج نہیں ہے کیا اللہ تعالیٰ جو رحمٰن و رحیم ہے اور جس نے اسی
آیت کے آگے فرمایا ہے وما اللہ یرید ظلما للعباد یعنی اللہ
تعالیٰ ظلم کا ارادہ تک نہیں کرتا چہ جائیکہ ظلم کرے وہ رحمٰن رحیم
اس ہمارے عذر کو کیا قبول نفرمادیگا کہ اس مدعی کی تصدیق تو
خود تو نے ہی کر دی تھی - اس لئے ہم تیرے بندہ معذور تھے کیونکہ تو نے
ہی اس مدعی کی تصدیق کامل طور پر فرمادی تھی کہ بینات اُس کے
ہاتھ پر صادر تیری طرف سے ہوئے تھے پھر ہمارا کیا قصور ہے
جبکہ تو نے تصدیق کر دی ہم کیونکر اُس کی تصدیق نہ کرتے غرضکہ
ایسے مدعی کی تصدیق میں جس کے ہاتھ پر بینات صادر ہوں مصدق کا

کوئی ہرج دینی یا دنیوی نہیں ہو سکتا ہے اور سلامتی اُس کی تصدیق ہی میں ہے اور سراسر خوف اُس کی تکذیب میں ہے فدفع الشبہۃ چونکہ آں حضرت صلعم کی نسبت بینات کا صدور کالشمس فی نصف النہار ثابت ہے اس لئے اُن کا بیان کرنا اس مختصر مضمون میں ہم ملتوی کرتے ہیں ہاں بطور اختصار و اجمال کے مسیح موعود کے ہاتھ پر جو بینات صادر ہوتے ہیں مجملاً اُن کا پتا بتلائے دیتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود کے ثبوت میں آنحضرت صلعم کی بھی حقیقت ثبوت ثابت ہو جاوے گی۔ واضح ہو کہ دلیل حقیقت الاسلام مندرجہ ریویو ۱۱ جلد ۵ میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ مسیح محمدی جو اس وقت چودھویں صدی میں مبعوث منجانب اللہ ہوا ہے اُس کی حقیقت بخوبی کتب بالخصوص کتاب اعمال باب تین سے ثابت ہو چکی ہے فلیرجع الیہ اب ہم دیکھتے ہیں مسیح موعود کے دعاوی کے بینات کو اولاً اصل دعوے اُس کا تو یہ ہے کہ مسیح بن مریم کی وفات ہو گئی ہے۔ دوسرا اصل دعوے اُس کا یہ ہے کہ مسیح موعود میں ہوں باقی دعاوی انہیں دونوں دعووں کے لئے مالہ وما علیہ ہیں جو بمنزلہ فروعات کے ہیں اب نظر کرو کہ نصوص قرآنیہ اول دعوے کی حقیقت کو بخوبی ثابت کر رہی ہیں جیسا کہ فلما توفیتنی الآیہ اور وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وغیرہ وغیرہ قرآنی آیات جس سے استدلال اور اُس کی تفسیر و شرح ہمارے رسایل اور کتابیں مذکور ہیں اور دوسرے دعوے کے ثبوت کے لئے آیت استخلاف جس میں کما استخلف الذین من قبلہم ہی موجود ہے اور لفظ منکم بھی موجود ہے اس کی تفصیل و شرح بھی ہمارے رسائل مثل ازالۃ الاوہام وغیرہ میں ملاحظہ کرنے چاہیئں اور احادیث صحاح مثل اماما منکم و حدیث معراج جس میں آں حضرت صلعم کی رویت مذکور ہے کہ عیسے بن مریم کو آپ نے یحیی متوفی کے پاس دیکھا اور جیسا کہ یحیی اور دیگر انبیاء متوفی کی ملاقات ہوئی اسی طرح عیسے بن مریم سے ہوئی اس کی تفصیل اور شرح کرنے کی اس مختصر مضمون میں ضرورت نہیں اس لئے کہ اسبارہ میں رسائل اور کتب مطبوعہ تمام دنیا میں شایع ہو چکی ہیں یہ بینات تو ایک طرف ہیں بعد ان کے اور صدہا بینات بھی موجود ہیں مثلاً وہ الہامات اور پیشین گوئیاں جو مدت ۲۶ سال سے مطبوع ہو کر تمام دنیا میں شایع ہو چکی تھیں اُن کو پورا ہوتے ہوئے ہم دیکھ رہے ہیں مثلاً فحان ان تعان و تعرف بین الناس یاتیک من کل فج عمیق اور یاتون من کل فج عمیق وغیرہ وغیرہ جن کی تعداد صدہا تک پہنچ چکی ہے۔ پھر وہ پیشین گوئیاں مخبر صادق صلعم کی جو متعلق علامات مہدی و مسیح کی تھیں وہ بھی اس مسیح موعود کی تصدیق کے لئے واقع ہو چکیں جیسا کہ کسوف و خسوف ماہ رمضان ۱۳۱۱ سنہ ہجری اور طلوع ستارہ ذوالسنین وغیرہ وغیرہ جن کی تفصیل کو بھی ہمارے رسائل متکفل ہیں ان بینات کے علاوہ وہ مباہلات بھی ہیں جو اُسکے مخالفین نے کئے اور ان مباہلات میں مخالفین کی نوبت ذلت و رسوائی سے لیکر ہلاکت تک پہنچ چکی ہے جن کی شمار بہت کثرت سے ہے اس مضمون مختصر میں کب گنجایش ہے کہ ان سب کو لکھا جاوے اسی ماہ جنوری ۱۹۰۷ سنہ میں جو آخری شخص سعد اللہ ہے وہ کیونکر ہلاک ہوا جو سخت بدزبان اور سب و شتم کرنے والا تھا اُس کی ہلاکت کی نسبت ایک قصیدہ انجام آتھم میں لکھا ہوا اور مطبوعہ موجود ہے جس کی طبع کو مدت تخمیناً دس برس کی منقضی ہو گئی اُس قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے ؎ آذیتنی خبثاً فلست بصادق۔ ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء

...... تو نے مجھکو از راہ اپنی خباثت طبیعت کے بہت

ایذا دی ہے اگر تو رسوائی کے ساتھ نہ مرا تو میں صادق نہیں ای حد سے تجاوز کرنے والے بدزبانی میں اس سے بھی پہلے کا الہام جس کی نسبت انوار الاسلام میں ان شانئک ھو الابتر موجود ہے اور اس شخص کا ابتر ہونا سب پر خصوصاً اہالی لدھیانہ پر ظاہر و باہر ہے پس جبکہ یہ تمام قسم کے بینات اللہ تعالی کی طرف سے اس مسیح موعود کی تصدیق کے لئے پائے جاتے ہیں تو اہل علم مخالفین سے استفسار ہے کہ اب اس کی تصدیق کے لئے کون سی حالت منتظرہ باقی ہے اب تو وقت و دیر کا ہو گیا ہے اور اُس کے دعاوی کی حقیقت کالشمس فی النصف النہار کی نوبت پہنچ گئی پھر فرمائیے کہ کیا قد تبین الرشد من الغی کا زمانہ ابھی تک نہیں آیا اندریں صورت التماس ہے کہ علمای مخالفین کو چاہئے کہ کوئی معیار شرعی جس سے صادق اور مفتری علی اللہ میں بخوبی تمیز حاصل ہو سکے ضرور بالضرور مقرر فرما دیویں تا کہ اُس کے بموجب اس مدعی کا صدق جانچا جاوے اس استدلال مندرجہ آیت سے تو ہم پر فرض اور واجب ہو گیا ہے کہ بالضرور تصدیق کی جاوے ورنہ سب علما کو چاہیے کہ اتفاق کر کر اس آیت کو ہی قرآن مجید سے نکال ڈالیں و انی لمم ذلک اور یہ آیت ہم نے اس لئے ہی پیش کی ہے کہ مسیح موعود کے الہامات میں اُس کا مثیل موسے ہونا بھی آ گیا ہے اور مومن آل فرعون نے بھی حقیقت ثبوت موسے ہی پر یہ استدلال کیا تھا اور نیز الہامات میں بعض مخالفین کا فرعون اور ہامان کا مثیل ہونا بھی مذکور ہے فاعتبروا یا اولی الابصار یاد کرو وہ الہامات کہ مدت سے شایع ہو چکی ہیں انت منی بمنزلۃ موسی۔ ایضاً یاتی علیک زمن کمثل زمن موسی اور ہر فرعون وغیرہ کی نسبت تدبر کرو آیات ذیل میں فاوقد لی یا ہامان علی الطین فاجعل لی صرحا لعلی اطلع الی الہ موسی وانی لاظنہ من الکاذبین ترجمہ یعنے فرعون نے کہا کہ اے ہامان ہمارے لئے مٹی کو آگ لگا کر پکا (یعنے اینٹیں پکا کر یا) اور میرے لئے ایک پکا محل اونچا بنوا تا کہ میں موسی کے خدا کو جھانکوں اور میں تو موسی کو اس دعوے میں جھوٹا سمجھتا ہوں۔ مراد فرعون کی اس اونچے محل کے بنوانے سے یہ ہو گی کہ موسی جو الہامات آسمانی بیان کرتا ہے میں بھی اُسکے مقابل میں ایک محل رصدی بناتا ہوں تا کہ بذریعہ رصد کے میں بھی پیشین گوئیاں مثل موسی کے کرونگا اور چونکہ موسی کے پاس نہ آلات رصد ہیں اور نہ ایسا اونچا محل رصدی ہے پس میرے مقابلہ میں موسے جھوٹا ہو جاویگا ہم نے اس محل کو محل رصدی اس لئے کہا کہ دوسری جگہ پر یوں ارشاد ہوا ہے کہ وقال فرعون یا ہامان ابن لی صرحا لعلی ابلغ الاسباب اسباب السموات فاطلع الی الہ موسی وانی لاظنہ کاذبا اسباب سموات سے مراد یہی ہے کہ ستاروں کی گردش اور ان کی اوضاع و تاثیرات سے جو حادثات دنیا میں واقع ہوتے ہیں بذریعہ آلات اور محل رصدی کے مجھکو بھی پیشتر سے اطلاع ہو سکتی ہے اور موسے کے پاس نہ آلات رصدی ہیں اور نہ محل رصدی ہے اس لئے میں موسی پر غالب ہو جاؤں گا اب دیکھو یہاں پر بھی آتش تکفیر کو مشتعل کر کر ایک بڑا محل تکفیر کا چنوایا گیا تھا جس سے فرعون چاہتا تھا کہ تمام الہامات سماوی کو اپنی ان زمینی اسباب شبہات سے ایسا ضایع کر دیوے کہ اُس کا بطلان سب کو ظاہر و باہر ہو جاوے اور صرح کے معنوں میں بھی ایک نوع کا ظہور اور وضوح پایا جاتا ہے اس لئے تکفیر نامہ کو اس صرح فرعون کے ساتھ بڑی مناسبت ہے ...... کیونکہ پیشتر سے دیگر کلکتہ وغیرہ تک اس تکفیر کا اظہار ہوا اور رم رحمت

مثل صرح فرعون کے کی گئی تھی لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوا وہی جو
فرعون کو حاصل ہوا تھا۔ قال اللہ تعالیٰ وما کید فرعون
الا فی تباب۔ ایضاً قال اللہ تعالیٰ ونری فرعون وھامان وجنودھما
منھم ما کانوا یحذرون۔ یعنے دکھلا دیں گے ہم فرعون اور ہامان
کو اور اُن کے لشکروں کو موسیٰ کی قوم کی طرف سے اُن کی اُن
ناکامیوں کو جس سے وہ ڈرتی تھی فرعون موسےٰ کا یہی مقولہ
تھا کہ انی اخاف ان یبدل دینکم او ان یظھر فی الارض الفساد
یہاں پر بھی فرعون مخالف کا یہی مقولہ تھا فاعتبروا یا اولی الابصار
فرعون کا مقولہ تھا کہ الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من
عمرک سنین کیا ہم نے تجھکو پرورش نہ کیا تھا اور پالا تھا جبکہ تو بچہ تھا
اور اپنی عمر کے سالوں میں سے کئی سال ہمارے پاس رہا تھا۔ یہاں پر
بھی ایسا ہی مقولہ تھا کہ اے موسیٰ میں نے ہی تجھکو اونچا کیا تھا
اور میں ہی تجھکو گرا دونگا اور بسبب ہم جنسی کے کہ برسوں مخالطت
رہی ہے جس قدر میں واقف ہوں دوسرا اور کوئی شخص واقف
نہیں ہے اور موسیٰ کے قارون کا یہ مقولہ تھا کہ انما اوتیتہ
علی علم عندی یہاں پر بھی اپنی علوم لایعنی پر بڑے بڑے گھمنڈ
تھے غرضیکہ کہاں تک وہ مناسبتیں اور مشابہتیں بیان کیجاویں
جو حضرت موسیٰ اور اس مسیح موعود میں ہیں اب مومن آل فرعون
ایک اور دلیل بیّن بیان فرماتا ہے جو دو دھاری تلوار ہے کہ موسیٰ
کی بھی اُس سے حقیت ثابت ہوتی ہے اور فرعون کا بطلان بھی ثبوت
کو پہنچتا ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ حد سے
تجاوز کرنے والے کو جو جھوٹا ہو کامیابی کا راستہ ہدایت نہیں
کیا کرتا یعنے ایسا مسرف کذاب کہ ہمیشہ ہفتہ وار بلکہ روزانہ الہامات
اور مکالمات الٰہی کا افترا اللہ تعالیٰ پر کیا کرے وہ کبھی منزل
مقصود کو نہیں پہنچ سکتا یعنے موسیٰ ہرگز ہرگز مسرف کذاب نہیں
ہیں کیونکہ کامیاب ہو گئے اور فرعون مسرف کذاب ہے کیونکہ
موسیٰ کے مقابلہ میں محض ناکام رہا بلکہ اخلد الی الارض کا مصداق
ہو کر طوفان جہالت میں غرق ہو گیا ۴ ✻ (محمد احسن نزیل قادیان)

[حاشیہ، قلمی: مولوی محمد حسن صاحب ضرور اس میں غور کریں]

ڈائری

آج ۱۶ جنوری ۱۹۰۷ء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام باہر سیر
کو تشریف لے گئے راستہ میں حضرت مولوی سید محمد احسن فاضل امروہی نے
مسیح موعود کے متعلق ایک حدیث نواس بن سمعان کی ...... جو حاشیہ
مسند احمد بن حنبل پر چھپی ہوئی ہے دو جملے پیش کئے۔
ایک جملہ تو تطوی لہ الارض۔ یعنے مسیح موعود کے لئے زمین
طے کی جاویگی۔ جس سے ریل و آگبوٹ وغیرہ کی طرف اشارہ ہے چنانچہ
کتب و رسالہ جات تبلیغ اسلام کے یورپ و امریکہ وغیرہ ممالک میں
انہی ذرائع سے شائع ہو رہے ہیں۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک اس سے پہلے کسی
مامور من اللہ کے لئے طی الارض واقع نہیں ہوا اور نہ یہ اسباب ظاہر
ہوئے تھے دوسرا جملہ اس حدیث میں سے مولوی صاحب نے یہ پیش کیا۔
ھو اسعی ان امام یکون لہ اسم فی السماء اعظم [illegible]
یعنے مقدر ہے کہ جو مسیح موعود ہو اس کی قدر خدا کے نزدیک بہت
بلند ہوگا [illegible] کرنا چھوٹا یعنے اس کے [illegible]
ہونا خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی عظمت رکھتا ہے۔
سبحان اللہ حضرت مسیح موعود کو اس حدیث کی خبر بھی نہیں اور
قریباً اکتیس برس کا الہام مطبوعہ براہین احمدیہ میں درج ہے کہ
بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے۔ اس الہام کا مضمون
قریباً حدیث مذکورہ میں سے ملتا ہے۔

ضروری ہدایتیں

خط و کتابت کے لئے یا روپیہ بھیجتے وقت ان چند ہدایتوں
کو سب احباب مدنظر رکھیں۔

(۱) ہر قسم کا روپیہ جس کا تعلق صدر انجمن احمدیہ سے ہے۔
مثلاً مدرسہ یا میگزین یا مقبرہ یا زکوٰۃ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ یا
رسالہ تعلیم الاسلام کا روپیہ صرف بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ
قادیان آنا چاہیے اور کوپن میں یا الگ خط میں اس کی تفصیل ہونی
چاہیے کہ کس شخص کی طرف سے کس مد کا روپیہ ہے۔

(۲) ہر ایک رقم کی باضابطہ رسید از دفتر محاسب سے دی جاویگی
اور جس شخص کو رسید دفتر کی نہ پہنچے اُسے خط و کتابت کر کے
دریافت کرنا چاہیے۔

(۳) لنگر خانہ روپیہ حضرت اقدس کے نام آنا چاہیے۔ لیکن جہاں
اور مدات کا چندہ ساتھ ہو۔ تو محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام
بھیجیں اور تفصیل ساتھ دیں۔ وہ حضرت اقدس کی خدمت میں
پیش کر دیں گے۔

(۴) میگزین کے متعلق کل خط و کتابت مینجر یا نائب ناظم میگزین
سے کریں اور کسی شخص کے نام پر خط و کتابت نہ کریں مگر مضامین
میگزین کے متعلق ایڈیٹر میگزین سے خط و کتابت کریں۔

(۵) مدرسہ کے متعلق کل خط و کتابت ہیڈ ماسٹر یا نائب ناظم
مدرسہ تعلیم الاسلام سے اور بورڈنگ ہوس کے متعلق سپرنٹنڈنٹ
بورڈنگ ہوس سے کریں۔

(۶) مقبرہ بہشتی کے متعلق کل خط و کتابت نائب ناظم مقبرہ بہشتی
سے کریں اور ایسا ہی وصیتیں وغیرہ بھی اسی کے نام بھیجیں۔

(۷) چونکہ وقتاً فوقتاً عہدیداران میں تبدیلیاں ہوتی رہتی
ہیں اس لئے جو احباب قادیان میں خط و کتابت کرتے ہیں
ان کی اپنی سہولت جواب کے جلدی ملنے میں اور
کام کرنے والوں کی سہولت اسی میں ہے کہ دستخط
کنندہ کے نام پر کبھی خط و کتابت نہ کریں بلکہ صرف
عہدہ پر کریں کیونکہ اور یہ ہدایت کی گئی ہے ایک دفتر
کا خط دوسرے دفتر میں چلے جانے سے جواب میں عموماً
بہت توقف ہو جاتا ہے اور خط کے ضایع ہو جانے کا
اندیشہ بھی ہے۔

المعلن

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

سُنو اُسننے والو ہے سُننے کی بات

عید ضحیٰ آگئی اور بالکل قریب آپہنچی۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی ضرورت اور اس کی ضروریات سے آشنا اور آگاہ احباب کو توجہ دلانا ضروری ہے اس سال مدرسہ کی عمارت کا سوال..... تیس ہزار کا زاید مگر اہم خرچ آپ کی خادم مجلس کے سامنے ہے مَیں نے ہر عید کی تقریب پر یاد دلایا ہے کہ اگر عید فنڈ کا ایک ایک روپیہ عام اغراض مدرسہ کے لئے باضابطہ وصول ہوجایا کرے تو مدرسہ کی ضروریات کی تکمیل ایک ہی سال میں ہوسکتی ہے مگر ابھی تک اسپر پوری توجہ نہیں ہوئی۔ اب آپ غور کریں اور بیدار ہوکر پوری مستعدی سے کام کریں ہر شخص جو اس تحریر کو پڑھتا ہے اپنا فرض سمجھ لے کہ وہ خود اس تقریب پر عید فنڈ کا ایک روپیہ یا اپنی حیثیت کے لحاظ سے کم و بیش اپنا فرض سمجھکر محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام قادیان بھیجدے اور ان لوگوں سے وصول کرے جن کو اطلاع نہیں جہاں باقاعدہ انجمنیں ہیں وہ زیادہ سعی کریں ایسا ہی قربانی کی کھالیں فروخت کرکے اُن کا روپیہ بھی مدرسہ کے مساکین کے اخراجات کے لئے روانہ کریں۔ اس کو معمولی امر نہ سمجھ لیں اور معمولی تحریک خیال نہ کریں یہ کام آخر آپ ہی کو کرنا ہے مگر یہ ایسا موقع ہے کہ اسپر سہولت سے ہوسکے گا اور بعد میں زیادہ محنت چاہیے گا۔ خدا تعالیٰ آپ کو ضروریات قوم کے سمجھنے کی توفیق دے اور ان کے انصرام کیلئے ہمت ۔ آمین!

(دیکھو بقیہ صفحہ ۱ کالم ۲)

اگرچہ دنیا میں ایسے آدمی موجود ہیں جو ہنسی کریں گے اور ان باتوں کو سُن کر ٹھٹھا کریں گے مگر تم اسکی پروا نکرو۔ خدا تعالیٰ خود اسکے لئے موجود ہے وہ خدا پرانا نہیں ہوگیا جیسے انسان بڈھا ہوکر پیر فرتوت ہوجاتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے وقت تھا اور وہی خدا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا اسکی وہی طاقتیں اب بھی ہیں جو پہلے تھیں لیکن جو کچھ میں کہتا ہوں تم اسپر عمل نکرو تو میری جماعت میں نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی مصالح کو خوب جانتا ہے لوگ مجھے کہتے ہیں کہ فلاں شخص نے ہمیں مارا اور مسجد سے نکالدیا میں یہی جواب دیتا ہوں کہ اگر تم جواب دو۔ تو میری جماعت میں سے نہیں تم کیا چیز ہو صحابہ کی حالت کہ انکے کسقدر خون گرائے گئے۔ بس تمہارے لئے اسوہ حسنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے دیکھو وہ کیسے دنیا سے باہر ہوگئے تھے۔ انسان میں جسقدر جوش ہوتے ہیں وہ دنیا کے لئے ہی ہوتے ہیں کسی ہنگامہ کی خبر دنیا کا مال۔ عزت یا اولاد اور خدا سے آتی ہے اس کے ... [illegible] ... نبیوں سے بڑھ کر عزت کسی کی نہیں۔ مگر دیکھو انہیں کیسے کیسے دکھ دے گئے۔ نماز میں انپر گندے گوبر ڈالے گئے۔ قتل کے ارادے کئے گئے اور آخر مکہ سے نکالا گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے حضور آپ کی وہ عزت اور عظمت ہے کہ خدا نے فرمایا۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو خدا تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے بغیر اس کے یہ مقام مل ہی نہیں سکتا۔ اب بتاؤ کہ کیا یہ اطاعت کا کام ہے کہ دشمن کا الساد دشمن بنے کہ جب تک اسے میں نہ لے اور اسے تکلیف اور دکھ نہ پہنچا دلے صبر ہی نہ کرے۔

یہ میں جانتا ہوں کہ انسانی فطرت میں یہ بات ہے کہ گالی سے مشتعل ہوجاتا ہے مگر اس سے ترقی کرنی چاہیے جو دکھ دیتے ہیں انہیں سمجھو کہ وہ کچھ چیز نہیں اگر تم پر خدا راضی ہے لیکن اگر خدا تعالیٰ ناراض ہے تو خواہ ساری دنیا تم سے خوش ہو وہ بے فائدہ ہے یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم مداہنہ سے دوسری قوموں کو ملو تو کامیاب نہیں ہوسکتے۔ خدا ہی ہے جو کامیاب کرتا ہے اگر وہ راضی ہے تو ساری دنیا ناراض ہو تو پروا نکرو۔ ہر ایک جو اسوقت سنتا ہے یاد رکھے کہ تمہارا ہتھیار دعا ہے اسلئے چاہیئے کہ دعا میں لگے رہو یہ یاد رکھو کہ معصیت اور فسق کو نہ واعظ دور کرسکتے ہیں اور نہ کوئی اور حیلہ اسکے لئے ایک ہی راہ اور وہ دعا ہے خدا تعالیٰ نے یہی ہمیں فرمایا ہے اس زمانہ کی طرف خیال آنا اور بدی کو چھوڑنا چھوٹی سی بات نہیں ہے یہ انقلاب چاہتی ہے اور یہ انقلاب خدا کے ہاتھ میں ہے اور یہ دعا ؤں سے ہوگا۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ راتوں کو رو رو کر دعائیں کرو۔ اسکا وعدہ ہے ادعونی استجب لکم

مرجان۔ یشب۔ کہربا۔ کستوری۔ زعفران۔ یاقوت۔ لعل۔ مروارید۔ عنبر

وغیرہ وغیرہ کا مجرب مشہور عالم مرکب

مفرح عنبری — مفرح عنبری — مفرح عنبری

قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ (عہ)
قیمت تین ڈبیہ تیرہ روپے ۱۳
قیمت ایک درجن ڈبیہ ۵۰

مفرح عنبری میں خدا تعالیٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکے حاصل کرنیکے لئے اہل ملک نے لاکھوں روپے یورپ اور نیز چھوٹے اشتہاریوں کی نذر کئے ہیں۔ خدائے کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانے پر ہو چکا ہے۔ اس لئے مجھے اس کی تعریف میں صفحے سیاہ کرکے آپ کی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے۔ کسی قدر واجبی عرض کے بعد میں اس کو ختم کرتا ہوں۔

مفرح عنبری جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اس کا ادنیٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی ایک خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک پیدا ہو کر حواس ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں۔ خیالات اعلیٰ اور مفید سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت اور تفریح پہنچتی ہے کہ گویا غذا سے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ ضعف دل۔ بے چینی۔ دل کا دھڑکنا۔ دل کا ڈوبتے جانا۔ سانس کا پھولنا۔ پراگندہ خیالی۔ وغیرہ کیلئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے۔

مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف دماغ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ کثرت احتلام۔ کثرت پیشاب۔ وغیرہ کو ایک خاص فایدہ پہنچتا ہے۔ جو دوسری ادویات کی طرح عارضی نہیں ہوتا۔ کثرت۔۔۔ سے جو دماغ گردوں اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہوتی ہے وہ اسکے استعمال سے جلد پوری ہونے لگتی ہے۔

مفرح عنبری جن کے اعصاب میں بسبب کوتہ اندیشی یا غلط کاری۔ عیاشی۔ کثرت محنت دماغی۔ رنج و فکر وغیرہ سے ضعف آ جائے اور جسم میں کمی واقع ہو ان کے لئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینے والا بے ضرر مرکب ہے۔

مفرح عنبری وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اس لئے امیروں۔ وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں۔ منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جن کو صحت کی قدر ہے مونس و رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کیساتھ رکھنا چاہئے۔ جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں رکھ لی پھر تر و تازہ ہو کر اپنے کام میں لگ گئے آزمایش شرط ہے۔ **مفرح عنبری** چونکہ اکثر نباتاتی اور معدنی ترقیات و جواہرات کا مرکب ہے۔ اس لئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا ان جگہوں میں جہاں پر طاعون۔ ہیضہ پھیلا ہوا ہے یا اندیشہ ہو خدائے کریم کی فرمانبرداری کیا تھا اسکا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلاں کے لئے واجب اور لازمی ہے۔ حفظ تقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا ناممکن ہے۔ **مفرح عنبری** حکماء اور ڈاکٹران کی خدمت میں تو اسکی اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزاء سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ کس کس مرض۔ اور کس موقعہ پر مفید ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کیجاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جن کا دو تین مہینے کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنے ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانیکا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکلجانے سے ردی حالت ہو گئی ہو یا کمی ادرار کے باعث مارے درد کے ہر ماہ تکلیف کا سامنا ہوتا ہو انھیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اسکو منگوا کر استفادہ حاصل کرنا چاہئے۔ **مفرح عنبری** سے وہ لوگ بھی بفضلہ فایدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل ہوں یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کیساتھ خون کا آنا کسی وقت شروع ہو گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہو گئی ہوں

مفرح عنبری وہ عجیب و غریب مرکب ہے جسکے استعمال سے نزار کام کا فوراً دماغی طاقت بھرپور ہو جاتی ہے۔ اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر دل میں سرور چہرہ سرخ و پُر نور ہو جاتا ہے۔

سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں

خان بہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیراگڈھ ضلع رائپور۔ عنایت فرمائم
حکیم صاحب! اسلام مسنون۔ آپ سے ایک ڈبیہ مفرح عنبری کی خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کھیراگڈھ نے منگائی تھی اُن کے تجربہ میں بھی مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی۔ آپ مہربانی کرکے ۳ ڈبیہ اور خان صاحب موصوف کے نام جسقدر جلد ممکن ہو ویلیوپے ایبل روانہ فرمائیے
(دستخط) سید بخشش محمد پرائیویٹ سکرٹری

عالیجناب خان بہادر عبد المجید خان صاحب رئیس اعظم بدر سینتی تحریر فرماتے ہیں
مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کرنے کے بعد آپکی فواید مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں آپ کو اطلاع دوں یہ کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر مرکب ہے اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس سے عمدہ دوائی گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ میں نہیں آئی تھی۔ میرے خیال میں کمزور۔ طاقت کمو اسطے نہایت مفید ہے۔ اور آپ جسقدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے صرف آپ کی دوائی بوجہ اشتہار ثابت ہوئی

عالیجناب راے کالی پرشاد صاحب تعلقدار و رئیس باندا کی انگریزی چٹھی کا ترجمہ۔ ڈیر سر!
میں نے آپکی ایجاد کردہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے میں نہایت خوشی سے اس کے مفید ہونے اور ہندوستان کی بہترین دوائی ہونے کی تصدیق کرتا ہوں۔ دو سال کی بگڑی ہوئی صحت مجھے اسکے استعمال سے واپس ملی ہے مہربانی کرکے ایک ڈبیہ میرے دوست لالہ سکھن لال کے نام روانہ فرما دیں

عالیجناب نواب عبد المجید خان صاحب بہادر برادر جناب نواب صاحب بہادر شہنور تحریر فرماتے ہیں
اے حکیم بے نظیر! آپ کی مفرح عنبری نے جو جوہر دکھلائے ہیں بیان سے باہر ہیں۔ فی الواقعہ یہ نہایت عمدہ چیز ہے۔ بنظر مہربانی چھ ڈبیہ بذریعہ وی پی جلد ارسال فرمادیں

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی چھپکر شائع ہوا

ہیں۔ اگر ہمیں یہ تجربہ دو (؟) بھی نہ ہوتا تو بھی ہم شکرگذاری کے لئے بہت سے سامان پاتے ہیں۔ اور علاوہ ہمیں یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کسی قوم کو اسقدر اقبالمندی اور غیر ملکوں پر اسقدر فتوحات نہیں دیتا جب تک اس میں خوبی نہ ہو۔ اور یہ تو ایک کھلی کھلی بات ہے کہ اس وقت اگر گورنمنٹ نہ ہو تو سب کے سب آپس ہی میں لڑکر مرجاویں۔ یہ ایسا ثالث ہے کہ اس نے اپنے انصاف اور اقبال سے باہمی جھگڑوں سے بچایا ہے۔ ہماری جماعت کا ہر ایک آدمی سوچکر دیکھ لے کہ کیا اس کا کسی اور جگہ گذارہ ہوسکتا ہے وہ اگر اس سلطنت کے سایہ میں نہ ہو تو اس کے دشمن اسے نرف کے عذاب دیکر ہلاک کردیں اگر کوئی جاہل یہ سمجھے کہ **ہاں کسی اور جگہ گذارہ ہوسکتا ہے تو میں اسے جیوانات میں سمجھتا ہوں۔**

دن رات ہم اپنے منصب کی وجہ سے اسی کام میں لگے ہوئے ہیں کہ عیسائی مذہب کی غلطیوں سے لوگوں کو آگاہ کریں اور ہم اس کام میں لگے ہوئے ہیں لیکن گورنمنٹ کو باوجود عیسائی ہونے کے کوئی تعلق نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے جو اس نے ہمارے لئے ظاہر کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس درخت کا نشو و نما کرنا چاہتا ہے اسکے لئے اچھی زمین تجویز ہوتی ہے جہاں وہ لگایا جاتا ہے اور اسکی آبپاشی اور نشو و نما کے ذرائع ایسے ہیں پہنچائے جاتے ہیں اور جسے ستیاناس کرنا چاہتا ہے اسے ایسی زمین میں جگہ ملتی ہے جہاں وہ جلایا جاتا ہے پس اسی طرح پر یہ بیج جو ہمارے **سلسلہ کا بیج ہے ایسی زمین میں لگایا گیا ہے جو اس کی ترقی اور نشو و نما کے لئے بہت ہی مفید اور مبارک ہے** کیونکہ یہاں کوئی آفت اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اور وہ اپنے دشمنوں سے محفوظ ہے اور اس کا بڑا بھاری ذریعہ یہ **گورنمنٹ** ہے۔ جبکہ یہ احسان ہم پر ہے تو ہمارا فرض ہے کہ اس احسان شناسی کے بعد اس کا شکریہ ادا کریں کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

ھل جزاء الاحسان الا الاحسان

اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ مسلمان احسان کرے تو اس کے بدلہ میں احسان کرو اور اگر غیر مذہب والا کرے تو نیش زنی کرو۔ یہ تو خبیث کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ منشا ہے کہ کوئی ہو جو احسان کرتا ہے اسکے ساتھ احسان کرنا فرض ہے۔

احسان کی تو یہ طاقت ہے کہ اگر ایک کتے کو تم ٹکڑا ڈال دو۔ تو وہ بار بار تمھاری طرف آئیگا۔ خواہ تم اسے مارکر بھی نکالو۔ پھر وہ تمھیں دیکھکر اس احسان کے شکر کے لئے دم ہلاویگا۔ **پھر وہ انسان کتے سے بھی بدتر ہے جو انسان ہوکر احسان شناسی سے کام نہیں لیتا۔**

اپنی جماعت کو نصیحت

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ان نادان تنگ خیال اور سفلہ مزاج ملاؤں سے نفرت اور پرہیز کریں۔ جو بغاوت پسند ہیں اور ناحق خون کرکے **غازی بنتے ہیں**۔ میری جماعت کے ہر فرد کو لازم ہے کہ وہ **گورنمنٹ کی قدر کریں** اور پوری **اطاعت** اور **وفاداری** کے ساتھ اس کے احسانات کے شکرگذار ہوں۔ اور یقیناً سمجھ لیں کہ جو شخص مخلوق کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکرگذار بھی نہیں ہوسکتا۔ غرض اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک یہ بڑا احسان ہے کہ اس نے اس سلسلہ کو **گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت** میں قائم کیا۔ جو آزادی پسند اور امن دوست **گورنمنٹ** ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے یہ دوسرا احسان ہے کہ اس نے اس سلسلہ کو پنجاب میں قائم کرنا پسند فرمایا۔ اور اس سرزمین کو اس کے لئے منتخب کیا۔ ہندوستان بھی تو تھا پھر کیا وجہ ہے اور اس میں کیا حکمت ہے کہ پنجاب کو ترجیح دی۔

اس میں جو حکمت ہے وہ تجربہ سے معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ پنجاب کی زمین نرم ہے اور اس میں قبول حق کا مادہ ہندوستان کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے مجھے کبھی بیٹھے تک دلی اور دوسری جگہ رہنے کا اتفاق ہوا ہے مگر انھوں نے قبول نہیں کیا۔ اور برخلاف اسکے پنجاب میں لوگوں نے مجھے اس وقت قبول کیا جب دوسروں نے نہیں کیا۔ حالانکہ میں نے ان کو اپنے دعوے کے دلائل سناتے قرآن اور حدیث کو ان کے سامنے پیش کیا نشانات پیش کئے مگر انھوں نے نہیں مانا (الا ماشاء اللہ) پس یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس ملک میں اس نے اس سلسلہ کو قائم کیا۔

علاوہ بریں یہ ملک حق رکھتا تھا کہ یہ سلسلہ قائم ہو کیونکہ چالیس پچاس برس تک سکھوں کا دھکا کھا چکا تھا۔ بچوں کو تو ان دکھوں اور تکلیفوں کی خبر نہیں اور میں بھی اس وقت بچہ تھا اس لئے پورا علم تو نہیں مگر جس قدر علم مجھے ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے **رویت** کا علم ہوتا ہے۔ اسوقت اگر بانگ دی جاتی تو اس کی سزا بجز اسکے اور کچھ نہیں ہوتی تھی کہ بانگ دینے والا قتل کیا جاوے۔ حالانکہ یہ لوگ جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جب وہ سنکھ وغیرہ بجاتے ہیں تو ہم کبھی ان کے مزاحم نہیں ہوتے۔ اور نہ انھیں تکلیف دیتے ہیں مگر بانگ سے انھیں ایسی ضد تھی کہ جو بھی کسی نے دی وہ قتل کیا گیا۔ جس جگہ میں اس وقت کھڑا ہوں یہ کاردار کی جگہ تھی اور **دار الحکومت** نہیں بلکہ **دار الظلم** تھا۔

جب انگریزی عدالت کا شروع شروع میں دخل ہوا۔ اس وقت یہاں ایک کاردار رہتا تھا اس کا ایک سپاہی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گیا اس نے ملاں کو کہا کہ بانگ دے۔ مگر ملاں نے بہت ہی آہستہ آہستہ بانگ کہی سپاہی نے کہا کہ اونچی آواز سے کیوں بانگ نہیں دیتا جو دوسروں تک بھی پہنچ جاوے ملاں نے کہا میں اونچی آواز سے بانگ کیوں کر دوں کیا میں پھانسی چڑھوں۔ اس پر سپاہی نے کہا کہ نہیں تو کو مجھے پتہ ہے کہ بہت اونچی آواز سے بانگ دے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سلطنت کی تبدیلی ہوچکی ہے آخر جب ملاں نے سپاہی کے کہنے سے بلند آواز سے اذان دی تو ایک شور مچ گیا اور کاردار کے پاس جاکر شکایت کی۔ کہ ہمارے آٹے بھرشٹ ہوگئے۔ اور ہم اور ہمارے بچے بھوکے رہے ہم پر ظلم ہوا۔ اس پر کاردار نے کہا کہ اچھا پکڑ لاؤ ملاں کو پکڑ کر لے گئے۔ وہ نیک بخت سپاہی بھی ملاں کے پیچھے پیچھے گیا۔ جب ملاں کاردار کے سامنے گیا تو کاردار نے اس سے پوچھا کہ تو نے بانگ دی ہے۔ سپاہی نے آگے بڑھکر کہا کہ اس نے نہیں دی بانگ تو میں نے دی ہے جب کاردار نے یہ سنا تو اس نے شکایت کرنے والوں کو کہا کہ اندر جاکر بیٹھو۔ لاہور میں تو گائے ذبح ہوتی ہے۔ اذان بھی ایک اسلامی دعوت ہے اور اس حالت میں اسلام کی **اجمالی دعوت ہے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح** کا کیا مطلب ہے یہی کہ مسلمان ہو جاؤ۔ مگر یہ لوگ اسلام کے دشمن تھے اس لئے اس بانگ کے بھی دشمن تھے ایسا ہی ایک واقعہ ہوشیارپور میں ہوا۔

وہاں کسی شخص نے بانگ دی تو اس کے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کیا گیا ہے صاحب ضلع نے اس مقدمہ کو نہایت حیرانی سے سنا انھوں نے حکم دیا کہ اس شخص کو حاضر کرو۔ چنانچہ جب وہ حاضر آیا تو اسے کہا گیا کہ اچھا بانگ دو۔ جس قدر اونچی آواز سے تم نے وہاں دی ہے اسی قدر آواز سے یہاں بھی دو اور اپنے سررشتہ دار کو بھی کہا کہ تم بھی خیال رکھو اس سے کیا تکلیف ہوتی ہے بانگ دینے والے نے آہستہ آواز سے بانگ دی تو شکایت کرنے والوں نے کہا کہ اس نے اونچی آواز سے دی تھی اب یہاں آہستہ دیتا ہے تب اسے کہا گیا کہ خوب زور سے دو آخر اس نے بانگ دی۔ جب وہ ختم کرچکا تو صاحب نے سررشتہ دار سے پوچھا کہ

نہیں کیونکہ یہ ہوئی ہوئی ہے کہ منشی صاحب اعجاز حسین نے کہا کہ ہم کو بھی کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے کہ جائے نماز پر بے شک بانگ دو ہم کو کچھ ہرج نہیں ہے۔
اب خیال کرو کہ انگریزوں کا قدم کس قدر مبارک ہے اور اُن کے آنے سے کس قدر ترقیات ہوئی ہیں کتابوں کی اشاعت ہی کی طرف دیکھو کیسی ہو رہی ہے۔ ایک شخص گنے شاہ نام کہنے لگا کہ میرے مرشد ہمیشہ صحیح بخاری کی تلاش میں رہا کرتے تھے اور ہر وقت اسکے ملنے کے لئے دعا کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی مایوس ہو کر رونے لگتے تھے اور اسقدر روتے کہ ہچکیاں بند بندھ جاتی تھیں اور اب یہ حال ہے کہ صحیح بخاری تین چار روپیے کو مل جاتی ہے لیکن اس وقت یہ حال تھا کہ کسی ملاں کے پاس بھی اگر کوئی کتاب ہو تو بس کنز۔ قدوری۔ کافیہ تک ہی اس کی تعداد ہو سکتی ہے۔ اور اس وقت اسقدر خزانے نکل آئے ہیں کہ ان کو کوئی گن بھی نہیں سکتا۔

غرض

میں سچ کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کا قدم ڈالنا اس سلسلہ کے لئے بطور ارہاص تھا۔ ارہاص یہ ہوتا ہے کہ اصل چیز کے ظہور سے پہلے علامات ظاہر ہوں اب غور کر کے دیکھو کہ یہ کیسے صاف صاف نشان ہیں کتابوں کے ذخیرے نکل آئے ان کے چھاپنے اور شایع کرنے میں ہر قسم کی آسانیاں ہو گئیں ارکان مذہبی کے ادا کرنے میں کوئی روک اور مزاحمت نہیں کوئی بانگ اور نماز سے روک نہیں سکتا۔ یا تو وہ وقت تھا کہ گائے کے بدلے خون ہو جاتے تھے۔ مجھے معلوم ہے کہ ایک وقت سکھوں کے عہد میں محض ایک جانور کے لئے سات ہزار آدمی مارے گئے۔ اور بٹالہ کا ایک واقعہ مشہور ہے بھنڈاری جو وہاں کے رئیس ہیں ان کی حکومت تھی ایک سید نام کو دروازے میں داخل ہوا تو وہاں گائے بھینسوں کا بڑا ہجوم تھا۔ اُس نے تلوار کی نوک سے ایک گائے کو ہٹایا جسکی وجہ سے اس کی دُم کے پاس ذرا سی خراش ہو گئی۔ برہمن اسے پکڑ کر لے گئے اور اس جرم میں اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا۔ اس قسم کے ظلم اور سختیاں ہوتی تھیں اب بتاؤ کہ ہم لوگ جنھوں نے اسقدر مصیبتیں اُٹھائی ہیں اگر اس کا انکار کریں تو پھر خدا کا انکار کرنے والے ٹھیرینگے۔

اس وقت ایسا امن ہے کہ جو چاہے اور جس طرح چاہے عبادت کرے بانگ دے کوئی روکنے والا نہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ کی **اس نعمت (گورنمنٹ انگلشیہ)** کا شکریہ ادا کریں اور اس کی قدر کریں مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے جیسا شکر گذاری میں حق ادا نہیں کیا امن کا حق بھی ادا نہیں کیا چاہئے تو یہ تھا کہ جب امن ہو گیا تھا تو خدا کی طرف زیادہ توجہ کرتے اور عبادت میں مشغول ہوتے مگر نماز تو درکنار بانگ تک کے روادار نہیں ہیں۔ بلکہ ناگفتنی عیبوں میں مبتلا ہیں وہ نہیں جانتے کہ یہ امن تو اس لئے تھا کہ نیکی میں ترقی کریں مگر انہوں نے اس کا برخلاف کیا۔ یہ سچ ہے کہ امن کی حالت دو پہلو رکھتی ہے خواہ انسان نیکی میں ترقی کرے یا شراب خانے میں چلا جاوے مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ مسلمانوں نے اس سے فایدہ اُٹھانے کی کوشش نہیں کی مگر ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ اس سے فایدہ اُٹھائے ❊

حالت زمانہ ضرورت امام کی داعی ہوتی ہے

میں کہہ چکا ہوں کہ پنجاب میں یہ سلسلہ کیوں قائم ہوا؟ سکھوں کا زمانہ ایسا تھا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مکہ میں قریش کا زمانہ تھا۔
اب تک بھی کہ ان کے عہد کو گذرے پچاس ساٹھ سال ہونے کو آئے پھر بھی ... لوگوں کی نسبت ان کی حالت وحشیانہ پائی جاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ انسانی فطرت کا تنزل ہو گیا تھا اور قریب تھا کہ لوگ جانوروں کی سی زندگی بسر کرنے لگیں صرف دُم کی کسر باقی رہ گئی تھی مسلمانوں سے بعض کی حالت یہاں تک پہنچ گئی تھی۔ کہ انھوں نے کچھ پہن لی تھی اور سکھ ہو گئے تھے اس لئے یہ ملک حق رکھتا تھا کہ خدا تعالیٰ اس سلسلہ کو یہاں ہی قائم کرتا کیونکہ جو ملک زیادہ جہالت میں ہو اُس کا حق ہوتا ہے کہ اس کی اصلاح ہو یہی وجہ تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں **عرب** کا حق سب سے بڑھکر تھا کیونکہ وہاں کی حالت ایسی خراب ہو چکی تھی کہ کسی دوسری جگہ اس کی نظیر پائی نہیں جاتی تھی۔ انکی حالت ایسی وحشیانہ تھی کہ اس کو بیان کرتے ہوئے بھی شرم آجاتی ہے وہ بالکل خلیع الرسن ہو چکے تھے۔ قمار باز وہ تھے۔ شراب خوار وہ تھے۔ یتیموں کا مال مار کر کھا جاتے تھے۔ زنا کرنے میں دلیر اور بے باک تھے غرض خیانت بد دیانتی اور ہر قسم کے فسق و فجور اور معصیت میں دلیر تھے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ہی آتے۔ جہاں نہ **حقوق اللہ** کی پروا کی جاتی تھی اور **حقوق العباد** کی کوئی رعایت باقی تھی جیسا کہ پہلے کل ذکر کیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے جو یہ ذکر قرآن مجید میں کیا ہے کہ اگلے انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے وقت ایسے ایسے خبیث موجود تھے کہ اُن کی مختلف بدیاں ذکر کی ہیں اور پھر اسکے بعد یہ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سے جس قدر بدیاں مختلف الاوقات میں پیدا ہوئیں وہ آپ کے وقت میں سب جمع ہو گئی تھیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ زمانہ بالطبع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت کو پکار پکار کر بیان کر رہا تھا۔ اور یہ ایک امر آپ کی سچائی کی دلیل ہے۔ اور یہ ایسی واضح دلیل ہے کہ اس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے عام طور پر سب جانتے ہیں کہ جب مثلاً کوئی بیماری درجہ کمال تک پہنچ جاوے اور وہ ایسی عالمگیر ہو جاوے کہ ہر طرف موت ہی موت نظر آنے لگے تو عادت اللہ یہی ہے کہ اس وقت کوئی نہ کوئی علاج اس کا نکل آتا ہے اور گورنمنٹ کو بھی اسکے انسداد اور علاج کی طرف خاص توجہ ہونے لگتی ہے وہ دیکھتی ہے کہ یہ کیا اندھیر ہوا کہ موت ہی موت ہونے لگی۔ اسی طرح پر روحانی **نظام** ہے جب کسی ملک اور قوم کی حالت بگڑ جاتی ہے اور وہ انسانیت کے جامہ سے نکلکر وحشیانہ حالت میں آجاتی ہے اور ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں میں مبتلا ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کا کوئی سامان پیدا کر دیتا ہے۔ یہ بالکل صاف بات ہے۔
پس جب عرب کی حالت ایسی خراب ہو گئی تو ضروری تھا کہ اس کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کسی **کامل انسان** کو بھیجتا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا جو ایسے وقت آئے کہ دنیا آپ کی اصلاح کے لئے پکار رہی تھی یہ خدا تعالیٰ کے رحم کا تقاضا تھا اور مسلمانوں کے لئے یہ فخر اور ناز کا مقام ہے کہ آپ کی بعثت کے وقت زمانہ کی حالت آپ کی سچائی کی ایک روشن دلیل ہے۔ پھر اس کے بعد آپ نے جو اصلاح کی وہ بھی آپ کی حقانیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ جب ایک طبیب بیماروں میں آوے اور مختلف قسم مریض موجود ہوں کوئی طاعون میں مبتلا ہو۔ کوئی دق سل کا شکار اور کوئی ذات الریہ اور ذات الجنب وغیرہ اور پھر وہ طبیب اپنے علاج سے اکثروں کو اچھا کر دے تو اُسکے حاذق اور ڈاکٹر ماننے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟ بلا تکلف ماننا پڑیگا کہ وہ کامل طبیب ہے لیکن جبکہ وہ سب ہی کو اچھا کر دے اور جو دعوے کرے اسکو پورا کر دکھائے اور ایسا کہ اس کی نظیر ہی نہ مل سکے تو پھر اسکے کمال میں کوئی شک ہی نہیں ہو سکتا اُسے راستباز اور اپنے فن میں یکتا ماننا پڑیگا۔ یہی حال آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہ ایسے وقت آئے کہ ضرورت پکار رہی تھی اور پھر اپنی تاثیرات سے ان تمام روحانی مریضوں کو جو اس وقت پڑے ہوئے تھے اچھا کر دیا۔ میں دیکھتا ہوں اور دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ دلیلیں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی ایسی جمع ہوئی ہیں کہ نہ حضرت موسیٰ کو ملیں اور نہ حضرت عیسیٰ کو (علیہما السلام) سب جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ایسی قوم میں آئے جو توراۃ پڑھتے تھے اور فقیہوں فریسیوں کے تابع تھے یہ سچ ہے کہ ان میں غافل دنیا دار بھی تھے لیکن پھر بھی توراۃ پڑھی جاتی تھی۔ بیت المقدس قبلہ موجود تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس قوم میں آئے وہ تو کسی بات کے بھی قائل نہ تھے نہ ان میں کوئی شریعت تھی اور نہ وہ کسی کتاب کے قائل اور پابند۔ بلکہ اکثر تو خدا تعالیٰ کے بھی قائل نہ تھے وہ کہتے تھے۔

ان ہی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحی وما یھلکنا الا الدھر

وہ جو کچھ سمجھتے تھے اسی دنیا کو سمجھتے تھے کہ آگے جا کر کسی نے کیا دیکھا ہے یہی دنیا ہی دنیا ہے اس آیت میں دہر کا لفظ اسی لئے بیان کیا ہے تاکہ ظاہر کیا جاوے کہ وہ دہریہ تھے۔

اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس وقت عرب میں قریباً تمام بیہودہ اور باطل مذاہب جمع ہوئے ہوئے تھے وہ گویا ایک چھوٹا سا نقشہ تھا۔ جو گندے اور افراط تفریط کے طریق تھے وہ عملی طور پر اس میں دکھائے گئے تھے جیسے کسی ملک کا نقشہ ہو اس میں سب مقام موٹے موٹے دکھائے جاتے ہیں اسی طرح وہاں کی حالت تھی۔ یہ کیسی بڑی زبردست دلیل آپ صلعم کی سچائی کی ہے کہ اسی قوم اور ایسے ملک میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا جو انسانیت کے دائرہ سے نکل چکا تھا۔ میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ خواہ کیسا ہی پکا دشمن ہو اور خواہ وہ عیسائی ہو یا آریہ جب وہ ان حالات کو دیکھے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب کے تھے اور پھر اس تبدیلی پر نظر کریگا جو آپ کی تعلیم اور تاثیر سے پیدا ہوئی تو اسے بے اختیار آپ صلعم کی حقانیت کی شہادت دینی پڑے گی۔ موٹی سی بات ہے کہ قرآن مجید نے ان کی پہلی حالت کا تو یہ نقشہ کھینچا ہے۔

یاکلون کما تاکل الانعام

یہ تو ان کی کفر کی حالت تھی۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات نے ان میں تبدیلی پیدا کی تو ان کی حالت یہ ہو گئی۔

یبیتون لربھم سجدا وقیاما

یعنے وہ اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے راتیں کاٹ دیتے ہیں۔

جو تبدیلی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشیوں میں کی اور جس گڑھے سے نکال کر جس بلندی اور مقام تک انھیں پہنچایا اس ساری حالت کے نقشہ کو دیکھنے سے بے اختیار ہو کر انسان رو پڑتا ہے کہ کیا عظیم الشان انقلاب ہے جو آپ نے کیا۔ دنیا کی کسی تاریخ اور کسی قوم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ یہ نری کہانی نہیں یہ واقعات ہیں جن کی سچائی کا ایک زمانہ کو اعتراف کرنا پڑا ہے۔

قرآن مجید تو ایسی کتاب ہے کہ وہ ان میں پڑھی جاتی تھی اور یہ سب باتیں اس میں درج ہیں۔ کفار سنتے تھے ہاں وہ اس کی مخالفت کے لئے ہر قسم کی کوششیں کرتے تھے اگر یہ باتیں غلط ہوتیں تو وہ آسمان سر پر اٹھا لیتے کہ یہ ہم پر اتہام اور الزام ہے۔ یہ معمولی بات نہیں بلکہ بہت ہی قابل غور مقام ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ہزاروں ہزار دلائل ہیں لیکن یہ پہلا آپ صلعم کی حقانیت کے ثبوت میں ایک علمی پہلو ہے جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور جس دلیل کو کوئی توڑ نہیں سکتا۔ یاد رکھو

عربوں کی وہ حالت تھی اور پایہ تبدیلی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اللہ فی اصحابی

اللہ تعالیٰ کے نام سے ناواقف اور اس سے دور پڑی ہوئی قوم کو اس مقام تک پہنچا دیا کہ پھر ان کی نظر ما سوا اللہ سے خالی ہو جاوے یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے!

آں حضرت کی سچائی کی دلیل کہ آپ کا مذہب زندہ مذہب ہے

پھر آپ کی حقانیت پر ایک اور دلیل بھی عجیب تر ہے جس کی نظیر دوسرے مذاہب میں پائی نہیں جاتی۔ اور وہ آپ کے دئیے ہوئے مذہب کا زندہ مذہب ہونا ہے زندہ مذہب وہ مذہب ہوتا ہے جس کی زندگی کے آثار ہر وقت ثابت ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے ثمرات اور برکات اور تاثیرات کبھی مردہ نہیں ہوتے بلکہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ پائے جاتے ہیں۔ جو درخت خریف کے دنوں میں ٹنڈ منڈ ہو جاتے ہیں اور کوئی پھل پھول اور پتا ان کا نظر نہیں آتا بلکہ نری خشک لکڑیاں نظر آتی ہیں انھیں دیکھ کر کوئی نہیں کہ سکتا کہ یہ پھل دار درخت ہے۔ لیکن جب ربیع کا موسم شروع ہوتا ہے اور خزاں کا دور ختم ہو جاتا ہے تو پھلدار درختوں کی شان ہی الگ ہوتی ہے ان میں پھل پھول شروع ہو جاتے ہیں جیسے یہ خریف اور ربیع کا دور جسمانی رنگ میں ہے اسی طرح پر روحانی طور پر دین میں بھی خریف اور ربیع کے دو سلسلے ہوتے ہیں۔ ایک صدی جب گذر جاتی ہے تو لوگوں میں سستی اور غفلت اور دنیا کی طرف سے لاپروائی شروع ہو جاتی ہے اور ہر قسم کی اخلاقی کمزوریاں اور عملی اور اعتقادی غلطیاں ان میں پیدا ہو جاتی ہیں یہ زمانہ غفلت اور لاپروائی کا خریف کے زمانہ سے مشابہ ہوتا ہے اسکے بعد دوسرا دور شروع ہوتا ہے اور یہ ربیع کا زمانہ ہے یہی وہ زمانہ ہے جس کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ ایک مجدد کو بھیج دیتا ہے جو نئے سرے دین کو تازہ کرتا ہے

پس یہ مجدد کا اور اسلام کا تازہ بتازہ رہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے کیونکہ اسی سے اس مذہب کی زندگی ثابت ہوتی ہے غور کرو کہ جن باغوں کے لئے خریف ہی ہو اور ربیع میں وہ اپنا کوئی نمونہ نہ دکھائیں اور ان میں تازگی اور شگفتگی پیدا نہ ہو پھر وہ کیا بچینگے۔ آخر وہ تو کاٹ کر جلا دئے جائینگے یہی حال اس وقت دوسرے مذاہب کا ہو رہا ہے۔ ان پر خزاں کا اثر تو ہو چکا مگر ربیع کا دور ان میں نہیں آتا اور خود ان کے ماننے والے تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں وہ برکات تاثیرات اور ثمرات جو ایک زندہ مذہب میں ہونے چاہئیں نہیں ہیں تو پھر ان کی اپنی شہادت کے موجود ہوتے ہوئے کسی اور کی دلیل کی کیا حاجت ہے۔

زندہ مذہب کا مقابلہ

ہندوؤں اور عیسائیوں کے مذہب پر تو خزاں کا تصرف اور دخل ہو چکا ان میں کوئی تاثیرات اور نشانات نہیں ہیں میں علانیہ کہتا ہوں کہ ان میں زندہ مذہب کے برکات نہیں ہیں اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو میں ہر سزا کے لئے جو وہ میرے لئے تجویز کریں طیار ہوں۔ لیکن سچ یہی ہے کہ وہ روحانیت سے خالی ہیں اور

اور بالکل مرچکے ہیں انھیں زندگی کے آثار بالکل نہیں۔ وہ بے حس و حرکت پڑے ہوئے ہیں اور ان مذاہب کے ماننے والے صرف ایک مردہ کو لئے ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا جس پر کامل یقین اس سے سچا تعلق پیدا کردیتا ہے اور جس تعلق سے پھر نجات ملتی ہے وہ انکے نزدیک ایک وہمی ہستی ہے جس پر کوئی روشن دلیل نہیں ہے کیا کوئی ان میں ایسا شخص ہے؟ جو یہ دعوے کرے کہ میں نے خدا تعالیٰ کو خود بولتے سُنا ہے؟ اس نے میری دعاؤں کا جواب دیا ہے؟ یا اس نے اپنے فضل سے غیروں میں امتیاز کے لئے کوئی خارق عادت نشانات مجھے دیئے ہیں؟ جس سے اس میں اور اسکے غیروں میں امتیاز قائم ہو جاوے؟ اگر کوئی ایسا شخص ہے تو اس کا نشان دو اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اس امر کے تسلیم کرنے میں سب طرح سے کام نہ لو کہ فی الحقیقت یہ مذہب خزاں کا نشانہ ہو چکے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی ہستی پر جیسی یہ واضح دلیل ہے کہ خود وہ اپنے بندے سے کلام کرے اور نشانات ظاہر ہوں اور کوئی دلیل اسکے مقابلہ میں نہیں آسکتی باقی صرف قیاسات ہیں۔

وید کے رو سے یہ طے شدہ امر ہے کہ اب کوئی نشان ظاہر نہیں ہوسکتا اور خدا تعالیٰ کسی سے کلام نہیں کرتا اور خواہ کوئی شخص کتنا ہی اسے پکارے اس کی پکار کا جواب اسکو مل ہی نہیں سکتا۔ کبھی ایک بار خدا تعالیٰ نے کلام کیا تھا مگر اب وہ خاموش ہے۔ جب یہ اصول اور عقیدہ ہو تو بتاؤ کہ اس سے انسان کو خدا تعالیٰ کے وجود پر یقین لانے کے لئے کیا تسلی ہوسکتی ہے اور اس سے وہ یقین کیونکر پیدا ہو سکتا ہے جس سے انسان حقیقی نجات حاصل کرے۔

آریوں کے عقیدہ کے موافق خدا کی ہستی پر دلیل نہیں

یہ تو سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لانے کے لئے دلایل کی حاجت ہے اگر مصنوعات اور مخلوقات اس کے وجود پر دلائل ہیں مثلاً یہ کہ چاند سورج بطور نشان کے ہیں تو اُن کے عقیدہ کے موافق اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یہ دلیل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ان کے مذہب کے موافق ارواح یعنی جیو خود بخود ہیں اور وہ انادی ہیں خدا تعالیٰ نے ان کو پیدا ہی نہیں کیا جب وہ پیدا شدہ ہی نہیں ہیں تو اپنے پیدا کرنے والے پر دلیل کس طرح ہو سکتے ہیں اسی طرح پر اُن کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ذرات جن کو اجسام کہتے ہیں یہ بھی خود بخود ہیں پرمیشر کا

*فٹ نوٹ — غالباً آریوں نے یہ عقیدہ اس لئے تراشا ہوگا۔ کہ ان کے ہاں نجات دائمی تو ملتی ہی نہیں اور انکے عقیدہ کے موافق ہر وقت سزا کے طور پر انسان پیدا ہوتا ہے اور حالت سزا میں وہ مجرم ہے اس لئے اس قابل نہیں کہ پرمیشور اس سے خطاب کرے یا اس کو شرف حضوری عطا ہو پھر اسکی کسی بات کا جواب کیوں اور اس کی دعاؤں پر توجہ کیوں؟

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آریوں کو پرمیشر کی ضرورت ہی کچھ نہیں اور اب انکے لئے پرمیشر کوئی کام ہے ایک ایسی گھڑی کو اُس نے کوک لگادی ہے جو مہاپرلے کے وقت ہی اسے دوسری چابی کی حاجت ہوگی۔ اور اس وقت تک انھیں خاموشی سے پڑے پڑے معاذ اللہ قطبی ریچھ کی طرح گذارنا ہوگا۔ بشرطیکہ اس وقت تک قویٰ خود مضمحل نہ ہوگئے ہوں۔

بالاتفاق سچی بات یہی ہے کہ اسلام اب زندہ مذہب ہے جو قرآن اللہ تعالیٰ ایک تازہ اور زندہ ایمان پیدا کرنے کے سامان انسان کو عطا کرتا ہے۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم (ایڈیٹر)

صرف اتنا کام ہے کہ وہ ان کو جوڑ جاڑ دیتا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ جب وہ عظیم الشان کام خود بخود ہیں تو جوڑنے جاڑنے کے لئے اس کی کیا حاجت ہے وہ بھی خود بخود ہو جائیگا۔ اس لئے آریوں کے عقیدہ کے موافق پرمیشر کے وجود پر کوئی دلیل نہیں۔ اگر ان سے پوچھا جاوے کہ پرمیشر کے وجود پر کیا دلیل ہے؟ تو جواب یہی ہے کہ کوئی نہیں نہایت رد یہ کہینگے کہ وہ ارواح اور مواد کو جوڑتا جاڑتا ہے سو یہ لچی اور بیہودہ بات ہے کوئی عقلمند انسان اس کو ماننے کے لئے طیار نہیں ہو سکتا۔

اسلام ہستی باری کا کیا ثبوت دیتا ہے؟

برخلاف اس کے اسلام یہ سکھاتا ہے کہ کوئی چیز خود بخود نہیں خواہ وہ ارواح یا اجسام ہیں سب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ہر چیز کا مبدء فیض اور سرچشمہ وہی ہے۔ اس لحاظ سے اسکے مصنوعات پر نظر کرکے ہم اس کو پہچان سکتے ہیں پس یہ دلیل اگر کام دے سکتی ہے اور مفید ہو سکتی ہے تو مسلمانوں کے لئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی معرفت مسلمانوں کو نہیں دی بلکہ اپنی شناخت اور معرفت کے اور بہت سے نشانات ان کو دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔

لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا

اور پھر فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ یعنے جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر اس پر انھوں نے استقامت دکھائی۔ اور کوئی مشکل اور مصیبت انھیں اس اقرار سے ہٹا نہیں سکی ان پر ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ یہ بڑا بھاری طریق ہے خدا کو پہچاننے کا۔ اس سے وہ یقین پیدا ہوتا ہے جو انسان کو نجات کا وارث بنا دیتا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کے وجود پر کامل یقین پیدا ہو جاوے تو اُن کی زندگی میں ایک معجزنما تبدیلی ہوتی ہے وہ گناہ آلود زندگی سے نکل آتا ہے اور پاکیزگی اور طہارت کا جامہ پہن لیتا ہے اور یہی نجات ہے جو اس کو گناہ سے بچا لیتی ہے اسکے ثمرات اور برکات خدا تعالیٰ پر کامل یقین اور توکل پیدا ہونے لگتے ہیں۔ اور معجزات اور نشانات مشاہدہ کرائے جاتے ہیں۔

اب چونکہ زمین و آسمان پر مدت ہاے دراز گذر گئی ہیں اس لئے نلازلکا وجود یقین کے لئے کافی نہیں اگر یہ کافی ہوتے تو لوگ دہریہ کیوں بنتے؟۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ دوسرے لوگ دہریوں کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر قائل نہیں کرسکتے لیکن ہمارے سامنے لاؤ۔ یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ مان جاوینگے مگر ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ وہ لاجواب ہو جائینگے۔ وہ طریق جس سے ہم دہریوں اور دوسروں پر عاقبت کریں وہ کیا ہے؟

خدا تعالیٰ کے اقتداری نشان اور اقتداری پیشگوئیاں

اسلام پر یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور رحم ہے کہ ایک سچا مسلمان یہاں تک ترقی کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کو مکالمہ مخاطبہ نصیب ہو جاتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ تقویٰ سے نصیب ہوتا ہے جہاں قرآن شریف میں تقویٰ کا ذکر کیا ہے وہاں بتایا ہے کہ ہر ایک علم (اس سے آخری علم مراد ہے زمینی اور دنیوی علم مراد نہیں) کی جڑ تقویٰ ہی ہے اور تمام نیکیوں کی جڑ بھی تقویٰ ہے متقی کا اللہ تعالیٰ خود متکفل ہوتا ہے اور اس کے لئے عجیب و عجیب طور پر ظاہر کرتا ہے۔

تقویٰ علوم دینیہ کی کلید ہے

قرآن شریف نے شروع میں ہی فرمایا ھدی للمتقین پس قرآن شریف کے سمجھنے اور اُس کے موافق ہدایت پانے کے لئے **تقویٰ ضروری اصل** ہے ایسا ہی دوسری جگہ فرمایا لا یمسہ الا المطھرون

دوسرے علوم میں یہ شرط نہیں۔ ریاضی۔ ہندسہ۔ ہیئت وغیرہ میں اس امر کی شرط نہیں کہ سیکھنے والا ضرور متقی اور پرہیزگار ہو بلکہ خواہ کیسا ہی فاسق و فاجر ہی ہو وہ بھی سیکھ سکتا ہے مگر علم دین میں خشک منطقی اور فلسفی ترقی نہیں کر سکتا اور اُس پر وہ حقایق اور معارف نہیں کھل سکتے جس کا دل خراب ہے اور تقویٰ سے حصہ نہیں رکھتا اور پھر کہتا ہے کہ علوم دین اور حقایق اس کی زبان پر جاری ہوتے ہیں وہ جھوٹ بولتا ہے ہرگز ہرگز ایسے دین کے حقایق اور معارف سے حصہ نہیں ملتا بلکہ دین کے لطائف اور نکات کے لئے متقی ہونا شرط ہے جیسا کہ یہ فارسی شعر ہے ؎

عروس حضرت قرآں نقاب آنگہ بر دارد
کہ دار الملک معنے را کند خالی ز ہر غوغا

جب تک یہ بات پیدا نہ ہو اور دار الملک معنے خالی نہ ہو وہ غوغا کیا ہے؟ یہی فسق و فجور دنیا پسندی ہے۔ ہاں یہ جدا امر ہے کہ چور کی طرح کچھ کہلائے تو کہدے لیکن جو روح القدس سے بولتے ہیں وہ بجز تقویٰ کے نہیں بولتے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ

تقویٰ تمام دینی علوم کی کُنجی ہے

انسان تقویٰ کے سوا ان کو نہیں سیکھ سکتا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا الم ذالک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین یہ کتاب تقویٰ کرنے والوں کو ہدایت کرتی ہے اور وہ کون ہیں الذین یومنون بالغیب جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنی ابھی وہ خدا نظر نہیں آتا۔ اور پھر نماز کو کھڑی کرتے ہیں یعنے نماز میں ابھی پورا سرور اور ذوق پیدا نہیں ہوتا تاہم بے لطفی اور بے ذوقی اور وساوس میں ہی نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں اور جو کچھ تجھ پر یا تجھ سے پہلے نازل کیا گیا ہے اُس پر ایمان لاتے ہیں۔

یہ متقی کے ابتدائی مدارج اور صفات ہیں۔ جیسا کہ میں نے ایک مرتبہ بیان کیا تھا بظاہر یہاں اعتراض ہوتا ہے کہ جب وہ خدا پر ایمان لاتے ہیں نماز پڑھتے ہیں خرچ کرتے ہیں اور ایسا ہی خدا کی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں پھر اس کے سوا انہیں ہدایت کیا ہوگی؟ یہ تو گویا تحصیل حاصل ہوئی؟ ینفقون میں دو نو باتیں داخل ہیں یعنے دوسروں کو روٹی یا کپڑا یا مال دیتا ہے۔ اور یا قوی خرچ کرتا ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ عبادتیں اور یہ الفاظ اسی حد تک جو بیان کی گئی ہیں انسان کے کمال سلوک اور معرفت تامہ پر دلالت نہیں کرتے۔

اگر ہدایت کا انتہائی نقطہ یومنون بالغیب ہی تک ہو تو پھر معرفت کیا ہوئی؟ اس لئے جو شخص قرآن مجید کی ہدایت پر کاربند ہوگا وہ معرفت کے اعلیٰ مقام تک پہنچے گا اور وہ یومنون بالغیب سے نکلکر مشاہدہ کی حالت تک ترقی کرے گا۔ گویا خدا تعالیٰ کے وجود پر عین الیقین کا مقام ملے گا۔

اسی طرح پر نماز کے متعلق ابتدائی حالت تو یہی ہوگی......... جو یہاں بیان کی کہ وہ نماز کو کھڑی کرتے ہیں یعنے نماز گویا گری پڑتی ہے۔ گرنے سے مراد یہ ہے کہ اس میں ذوق اور لذت نہیں بے ذوقی اور وساوس کا سلسلہ ہے اس لئے اس میں وہ کشش اور جذب نہیں کہ انسان جیسے بھوک پیاس سے بے قرار ہو کر کھانے اور پانی کے لئے دوڑتا ہے اسی طرح پر نماز کے لئے دیوانہ وار دوڑے۔ لیکن جب وہ ہدایت پاتا ہے تو پھر یہ صورت نہیں رہے گی اس میں ایک ذوق پیدا ہو جائیگا وساوس کا سلسلہ ختم ہو کر **اطمینان اور سکینت** کا رنگ شروع ہوگا۔

کہتے ہیں کسی شخص کی کوئی چیز گم ہو گئی تو اُس نے کہا کہ ذرا ٹھیر جاؤ نماز میں یاد آجاویگی یہ نماز کاملوں کی نہیں ہوا کرتی۔ کیونکہ اس میں تو شیطان اُنھیں وسوسہ ڈالتا ہے لیکن جب **کامل** کا درجہ ملیگا تو ہر وقت نماز ہی میں رہیگا اور ہزاروں روپیہ کی تجارت اور مفاد بھی اس میں کوئی ہرج اور روک نہیں ڈال سکتی۔ اسی طرح پر باقی جو کیفیتیں ہیں وہ نرے قال کے رنگ میں ہونگی ان میں **حالی کیفیت** پیدا ہو جائیگی اور غیب سے **شہود** پر پہنچ جاویگا۔ یہ **مراتب نرے سُننے ہی کو نہیں** ہیں اور نہ کہ بطور قصہ تم کو سُنا دیا اور تم بھی تھوڑی دیر کے لئے سُنکر خوش ہو گئے نہیں یہ ایک **خزانہ** ہے اس کو مت چھوڑو۔ اس کو **نکال لو** یہ تمہارے اپنے ہی گھر میں ہے اور تھوڑی سی محنت اور سعی سے اس کو پا سکتے ہو۔

ایک شخص کے پاس کنواں ہو اور وہ اُس کے گھر ہی میں ہو لیکن وہ کیا بد نصیب ہے اگر اسے اس کا علم نہ ہو۔ اسی طرح اس مسلمان کے ہو...... وہ بد نصیب ہے جس کو خدا تعالیٰ وعدہ دیتا ہے کہ میں اپنے کلام سے مشرف کرونگا۔ مگر وہ اس کی طرف توجہ نہ کرے یہ خدا تعالیٰ کا بڑا فضل ہے اور اسلام سے خاص ہے کسی آریہ سے پوچھو کہ تم **وعدہ ہی دکھاؤ** وہ یہ بھی نہیں دکھا سکتے۔

ماتم زدہ اور **مردہ** وہ مذہب ہے جسکے الہام میں مُہر لگ گئی اور ویران اور اُجڑا ہوا وہ باغ ہے جس پر خزاں کا قبضہ ہو چکا لیکن **ربیع** کا اثر نہیں ہو سکتا۔

کیسے افسوس اور تعجب کا مقام ہے کہ انسانی فطرت پر تو مہر نہ لگی اس میں تو **معرفت حقیقی** کی وہی بھوک پیاس موجود ہے لیکن الہام پر مہر لگا دی گئی جو معرفت الٰہی کا سرچشمہ تھا

افسوس بھوک میں غذا پھینک دی گئی اور پیاس کی حالت میں پانی لے لیا گیا

ایسا ہی عیسائی مذہب کا حال ہے۔ باوجود ہزاروں ضعف اور غربت کے ایک عاجز انسان کو خدا بنانا اور بات ہے یہ تو نری لاف زنی ہے زبان سے کہدیا لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس کی خدائی مان کر جو فضل تم پر ہوا اور جو معرفت بڑھی ہے اسے بھی تو پیش کرو۔

یہ کیسا میزبان ہے کہ دعوت کر کے بلایا ہے اور بھوک پیاس بھی لگی ہوئی ہے ...... بٹھا دیتے ہیں۔

مگر نہ روٹی دیتا ہے اور نہ پانی

اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہی ہے کہ وہ مردہ مذہب ہیں انہیں زندگی کے آثار اور زندگی کی حس و حرکت نہیں وہ خشک ٹہنیاں ہیں ان میں اب پھل پھول نہیں نکل سکتے۔ یہ صرف اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے یہی ہے جس کا ربیع ہمیشہ آتا ہے جبکہ اسکے درخت سرسبز ہوتے ہیں اور شیریں اور لذیذ پھل دیتے ہیں اسکے سوا اور کوئی مذہب یہ خوبی نہیں رکھتا اگر اس میں سے یہ خوبی نکالدی جائے تو یہ بھی مردہ ہو جاتا مگر نہیں وہ زندہ مذہب ہے اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں اسکی زندگی کا ثبوت دیا ہے چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس نے اپنے فضل سے اس سلسلہ کو اسی لئے قائم کیا ہے تا وہ اسلام کے زندہ مذہب ہونے پر گواہ ہو اور تا خدا کی معرفت بڑھے اور ایسا

یقین پیدا ہو جو گناہ اور زندگی کو بھسم کر جاتا ہے اور نیکی اور پاکیزگی پھیلاتا ہے

موجودہ حالت زمانہ یہ زمانہ سخت ابتلا کا زمانہ ہے ہر قسم کے جرائم کا مجموعہ ہے ہر قسم کی ضلالت پورے جوش میں ہے۔ وہ لوگ جو **مسلمان** کہلاتے ہیں ہر قسم کے عیوب اور معاصی اُن میں پائے جاتے ہیں زانی۔ شرابی۔ قمار باز۔ بد دیانت اور خائن ہیں قرضہ دیا جاوے تو دیتے نہیں عہد کرتے ہیں تو توڑتے ہیں۔ دوسروں کے حقوق کو پامال کرنے اور ظلم کرنے میں دلیر ہیں۔ یتیموں کا مال کھا جاتے ہیں غرض وہ کونسا عیب اور جُرم ہے جو نہیں کرتے میں یقیناً کہتا ہوں کہ ان کی وہی حالت ہو رہی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت قریش کی تھی۔ پھر اس قسم کے فسق و فجور کے ساتھ ایک اور خطرناک ابتلا دوسرے مذاہب کا ہے وہ ہر قسم کے لالچ دیکر مرتد کر لیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی لاکھ مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں اب اندرونی طور پر تو مسلمانوں کی وہ حالت ہے جو میں نے ابھی بیان کی ہے اور بیرونی حالت وہ ہے جو عیسائی اور آریہ اور دوسرے مذاہب **اسلام** سے گمراہ کرنے کے لئے اپنی تدبیروں کو کام میں لا رہے ہیں اور اسطرح پر نہ اندرونی حالت کو دیکھکر آرام آتا ہے اور نہ بیرونی حالت کو دیکھکر کوئی راحت ہو سکتی ہے۔

پھر جبکہ اس حد تک **اسلام** کی حالت ہو گئی ہے تو کیا خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون بالکل غلط ہو گیا؟ کیا حق نہ تھا کہ اس وقت اس کی حفاظت کی جاتی؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ قوم پورا پورا صدمہ خریف کا اُٹھا چکی ہے اب ضروری ہے کہ اسے **ربیع** کا حصہ ملے اور اسلام کے پاک درخت کے پھل پھول نکلیں۔ سکھوں کے عہد میں اسلام کو جو صدمہ پہنچا ہے وہ بہت ہی ناگوار ہے۔ مساجد گرادی گئیں۔ وحشیانہ حالت ایسی تھی کہ بانگ اور نماز تک سے روکا جاتا۔ اور شاید ہی کوئی مسلمان ایسا ہو جسے قرآن آتا ہو اپنی حالت بھی انھوں نے سکھوں کی سی بنالی۔ کچھ پہن لئے اور مونچھیں بڑھالیں اور السلام علیکم کی جگہ واہگوروجی کی فتح رہ گئی یہ تو وہ حالت تھی جو سکھوں کے عہد میں ہوئی۔ اب جب امن ہوا تو فسق و فجور میں ترقی کی اور ادھر عیسائیوں نے ہر قسم کے لالچ دیکر انکو عیسائی بنانا چاہا اور ان کا وار خالی نہیں گیا۔ ہر گھر میں ہر شریف قوم کی لڑکیاں اور لڑکے پاؤ گے جو مرتد ہو کر اُنہیں مل گئے ہیں۔ وہ کیا دردناک واقعہ ہوتا ہے جب کیسی شریف خاندان کی لڑکی کو پھسلا کر لے جاتے ہیں اور پھر وہ بے پردہ ہو کر پھرتی ہے اور ہر قسم کے معاصی سے حصہ لیتی ہے ان حالات کو دیکھکر ایک معمولی عقل کا آدمی بھی کہہ اُٹھیگا کہ یہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ **خدا تعالیٰ کیطرف سے مدد آوے** ان لوگوں کا تو ہم شمہ نہیں کر سکتے جو کہیں کہ اسلام اور مسلمانوں کا کچھ نہیں بگڑا۔ ایسے لوگوں کے نزدیک تو اگر سب کے سب دہریہ ہو جائیں تب بھی کچھ نہیں بگڑے گا۔ لیکن سچی بات یہی ہے کہ اس وقت

اسلام خدا کی مدد کا سخت محتاج ہے

مجدد زمانہ حاضر کا میں ہوں اور یہ کیسی خوشی کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسے وقت میں اسلام کو بے مدد نہیں چھوڑا اس نے اپنے قانون کے موافق مجھے بھیجا ہے تا میں اسے زندہ کر دوں مگر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ باوجودیکہ زمانہ کی حالت مجدد کی داعی تھی اور مولویوں سے پوچھو وہ اقرار کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدد آئیگا لیکن جب ان سے پوچھا جاوے کہ اب بتاؤ اس صدی کا مجدد کون ہے؟ تو جواب نہیں دیتے حالانکہ ۲۴ سال صدی میں سے گذر گئے۔ اور جب میں پیش کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے اس صدی کا مجدد کر کے بھیجا ہے تو انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دجال آیا اور ابھی کہتے ہیں کہ ایک نہیں بلکہ تیس دجال آنے والے ہیں۔

افسوس! باوجود اس سرگردانی کے کیا تمہارے حصہ میں دجال ہی آیا ہے کیا کہیں یہ بھی لکھا ہے کہ پہلے مجدد آئینگے مگر یہ **چودھویں صدی** جو سب سے زیادہ فتنوں کی صدی ہے دجال آئیگا؟ موجودہ حالت تو کھول کھول کر پکار رہی ہے کہ اصلاح کی ضرورت ہے مگر یہ ابھی اور فساد چاہتے ہیں یہ پکی بات ہے کہ جب زمین پر معصیت اور پاپ پھیل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ **اصلاح** کے لئے کسی کو بھیجتا ہے اور اب وہ حالت ہو چکی تھی اس لئے اب بھی **اسی نے سلسلہ قائم کیا ہے۔**

حالت زمانہ کے بعد وہ نشانات ہیں جو اس سلسلہ کی سچائی کے لئے ظاہر ہوئے اور ان نشانات سے وہ نشانات مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرار کئے تھے۔ اور قبل از وقت بتادئے تھے منجملہ انکے ایک کسوف خسوف کا نشان ہے۔ مولوی جب تک یہ نشان پورا نہیں ہوا تھا اور رو کر اسی حدیث کو پڑھا کرتے تھے مولوی محمد لکھوکے والے نے اپنی کتاب احوال الآخرت میں اس نشان کو بڑے زور شور سے بیان کیا ہے کہ **مہدی** کے زمانہ میں رمضان کے مہینے میں کسوف اور خسوف ہوگا۔ **دار قطنی** کھولکر دیکھ لو کہ کیا یہ حدیث اس میں موجود ہے یا نہیں؟ لیکن جب یہ نشان پورا ہوا۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ دو مرتبہ ایک مرتبہ اس ملک میں ہوا۔ دوسری مرتبہ امریکہ میں ہوا۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ تا دو مرتبہ حجت پوری ہو جاوے اور اس ملک میں اس لئے کہ چونکہ وہ ملک عیسائی مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں انپر بھی اتمام حجت ہو۔ اب بتاؤ کہ علاوہ اور بے شمار نشانات کے یہ زبردست نشان ظاہر ہوا اور اس کو پورا ہوئے بھی دس گیارہ سال گذر گئے۔ اگر حقیقی مدعی موجود نہ تھا تو پھر یہ نشان کس لئے ظاہر ہوا؟ نشان پورا ہو چکا مگر تم ابھی تک **حقیقی** دعویدار کو دجال اور واجب القتل کہے جاتے ہو؟ میرے ایک دوست نے بیان کیا کہ جب یہ نشان پورا ہوا تو ایک مولوی غلام مرتضیٰ نام نے خسوف قمر کے وقت اپنی رانوں پر ہاتھ مار مار (جیسے کوئی سیاپا کرتا ہے ایڈیٹر) کہا کہ اب دُنیا گمراہ ہوگی۔ خیال تو کرو کیا وہ خدا تعالیٰ سے بڑھکر دنیا کا خیر خواہ تھا اس نے کیسی غلطی کھائی۔ اگر انصاف اور خدا ترسی ہوتی تو میرے معاملہ میں اسکے بعد خاموش ہو جاتے مگر نہیں اور بھی دلیر ہوئے۔ یہ کسوف خسوف کا نشان حدیث ہی میں بیان نہیں ہوا بلکہ قرآن مجید نے بھی اس کو بیان کیا ہے۔

پھر **قرآن** شریف میں ایک اور نشان بتایا گیا تھا کہ اس زمانہ میں **طاعون** کثرت سے پھیلیگا احادیث میں بھی یہ پیشگوئی تھی قرآن مجید میں لکھا تھا

ان من قریۃ الا نحن مھلکوھا او معذبوھا من قبل یوم القیامۃ

اور دوسری جگہ صاف طور پر بتایا گیا تھا کہ وہ ایک زمینی کیڑا ہو گا (دابۃ الارض)۔ آخری زمانہ میں بہت سے لوگ اس سے مرینگے۔ اب کوئی بتائے کہ کیا اس نشان کے پورا ہونے میں کوئی شک و شبہ باقی رہ گیا ہے؟ پھر اس آخری زمانے کے نشانات میں بتایا گیا تھا کہ نہریں نکالی جاوینگی اور نئی آبادیاں ہونگی۔ پہاڑ چیرے جاوینگے۔ کتابوں اور اخباروں کی اشاعت ہوگی اور یہ بھی لکھا تھا واذا العشار عطلت یعنی ایک ایسی نئی سواری نکلے گی جس کی وجہ سے اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی اور یہی حدیث میں بھی فرمایا گیا تھا۔

لیترکن القلاص فلا یسعی علیھا

اب دیکھ لو کہ ریل کے اجرا سے یہ پیشگوئی کیسی صاف صاف پوری ہو گئی ہے اور عنقریب جب مکہ تک ریل آجائے گی تو اور بھی اس کا نظارہ قابل دید ہوگا جب وہاں کے اونٹ بیکار ہو جائینگے۔ مگر میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ انھوں نے

ایک نظر ادہر بھی دیکھئے

حضرات یہ چند اشیاء اپنے دواخانہ کی ناک چھانٹ کر آپ کو مطلع کرتا ہوں آپ لوگ ضرور انکا تجربہ کیجئے فرق پڑے تو دُونے دام دینے کا ذمہ ہے پیشگی روپیہ آنے پر محصول بھی ذمہ میرے ہے ورنہ سب کو قیمت طلب پارسل کے ذریعہ سے روانہ ہوگی۔

المشتہر

منشی امام الدین سوداگر دواخانہ انگریزی شہر متھرا

جان ہے تو جہان ہے

مال متاع اپنا بیگانہ ہوا کرے جب ہم ہی نہ رہے تو سب ہیچ۔ جانکی حفاظت تمام کاموں سے مقدم ہے کیونکہ اور کسی کام کے نہ رہے۔

تو مردہ صد سالہ سے بدتر۔

وہ جوانی کیا جس میں شباب کی پھرتی چالاکی کو ترسے۔ وہ بوڑھاپا کب جینے کے لایق ہے جس میں جوانی کی ترنگوں جوانی کی امنگوں کے لالے پڑیں اور زندگانی کی مزے عیش و نشاط سے محروم اور حوایج ضروریہ کے لئے دوسروں کے محتاج بنیں۔

جوانی میں بچے بوڑھاپے میں جوان رہو وہ کیا ہے۔

اثبات مسیحائی

جو علیا حضرات قیصرہ ہند کے خاص کیمیا ساز ڈاکٹر مسٹر بزرگائن کو فارماسوٹیکل سوسائٹی کے آنریبل ممبروں ڈگریٹ آنر مینٹل اگزامیشن پروفیسروں نے جو تمغہ اور سارٹیفکیٹ دیئے ہیں اسلئے دعوے سے سفارش کیجاتی ہے کہ شربت فولاد دنیا کی تمام ایجاد شدہ ادویات کا بادشاہ کمزوری کا حاجت روا ہے شربت فولاد کے چار چار قطرے سات روز پہنچنے سے رگ پٹھوں و نظام عصبی یعنی دل و جگر دماغ ہیں وہ تحریک اور طاقت پیدا ہوتی ہے کہ جیسے سوکھے دھانوں میں پانی پڑگیا کل دماغی فعل قوی اور قوائے حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز دروشن چہرہ پُر نور دلمیں فرحت و سرور دوراں خون میں تیزی و حرارت غریزی میں ترقی غلبہ روح دریح کی جودت سستی وکاہلی نابود۔ بھول چوک کا ذکر نہیں۔ خیالات پیدا ہاضمہ قوی بد ہضمی قبضیت کا نام نہیں بھوک لاانتہا کمر میں انتہا درجہ کی طاقت بیحد تولد خون زندگی کا لطف شباب کا مزا از سر نو حاصل گردہ قوی اعصاب سخت ہڈی ہڈی مضبوط مستحکم ہوجاتی لاغر سے لاغر اندام شخص توانا تندرست چاق چوبند ہوجاتا ہے اجر یا بدخوابی رقت سرعت وغیرہ امراض کا اثر باقی نہیں رہتا۔ نزلہ۔ زکام ریزش۔ بلغم۔ درد گلو۔ درد سینہ بد مزگی دہن۔ پت کی زیادتی دفعہ ہوجاتی ہے فی بوتل عہ/۔ ۳ کے خریدار کو ایک بوتل مفت ملے گی۔

سوزاک کہنہ و جدید کے لئے بجلی کا بیلٹ

پیپ کا بہنا جلن ہونا قرحہ پڑجانا سوراخ پڑجانا انتہا کی بیتابی و بیچینی دائمی اجریان وغیرہ امراض مثانہ اس بیلٹ کو کمر پر باندھنے سے چوبیس گھنٹہ میں دفعہ ہوجاتے ہیں کیونکہ بیلٹ کے باندھنے کے ساتھ ہی بجلی تمام کہال کے سوراخوں میں گھسکر مثانہ و گردہ پر قوی تاثیر کرکے صحت بخشتی ہے اور ہر ایک باریک رگ و ریشہ کو مضبوط کردیتی ہے۔ تمام ضعف دماغ ضعف دل۔ ضعف گردہ۔ ضعف مثانہ۔ ضعف باہ کو کلی دفعہ کرکے آدمی کو ایسا نزد و کہل کردیتا ہے کہ جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہو اور کمر پر باندھنے سے درد کمر درد گردہ۔ جوڑ جوڑ کا درد۔ درد سر دھات پتلی ہونا۔ یا ہمراہ پیشاب نکلنا۔ یا ہر وقت جاری رہنا۔ مثانہ میں جسقدر کمزوری اور نقص پیدا ہوگئی ہوں ان سبکو یکقلم دور کرکے اعلیٰ درجہ کا مقوی کردیتا ہے دائمی قبض کو دور کردیتا ہے جسقدر اوسکا اثر جذب بدن ہوتا ہے اسیقدر امتحان ہوچکا ہے جن نازک مزاج لوگوں کو دوا پینے اور دوا کہانے سے نفرت ہے انکے حق میں یہ بیلٹ نہایت اکسیر چیز ہے عورتوں کے حیض و نفاس کی کمی بیشی اور بچوں کو نظر آسیب سے بچانے کے لئے اور دودھ وغیرہ ہضم کرنے کو نہایت عمدہ شے ہے قیمت فی عدد عہ/ ۳ کے خریدار کو ایک مفت ملیگا

غازہ یوسفی

جس طرح بال اور دانتوں کے صاف رکھنے کی ضرورت ہے اسی طرح چہرہ کی صفائی اور نمایش بھی ضرور ہے خوبصورت بننے کی دوا حضور شہزادہ پرنس آف ویلز کی سفارش سے ڈاکٹر لانگڈیل صاحب نے مہاراجہ میسور کے لئے تیار کی ہے جسکو سات روز ملکر نہانے سے کالی رنگت گلاب کی پتی کیطرح سُرخ و سفید مخمل کے مانند نرم ہوجاتی ہے آنکھوں اور گالوں کے داغ جھائیں چھیپ جھریاں فوراً دفعہ ہوکر خوبصورتی پیدا ہوجاتی ہے سیتلا ماتا کے داغ۔ جھائیں خواہ کتنے ہی عرصہ کے کیوں نہوں ایک ہفتہ میں دفعہ ہوجاتے ہیں اور مہاسہ وغیرہ سے جو چہرہ کھردرا اور بدرونق ہوجاتا ہے ان کو مٹا کر چہرہ کو برابر صاف اور خوشرنگ نہایت ہی باملاحت دار کردیتی ہے کہ دشمن کو بھی پیارا معلوم ہو جو خوبصورتی اور رنگت اس سے پیدا ہوتی ہے وہ تمام عمر قایم رہتی ہے بالکل بوڑھا وبدشکل چہرہ جس پر جھریاں پڑی ہوں اس کو ملکر ایکدم منہ دہلوا دیجئے پھر دیکھئے کہ وہ چہرہ ۱۶ برس کی حسین کے برابر پیارا نہ معلوم ہو تو دام ایک حبہ نہیں لیں گے خوشبو ایسی کہ شہزادوں کے استعمال کے لائق ہے ایک دفعہ ملکر جبتک دوبارہ غسل نہ کرو دماغ معطر رہے پسینہ کی بدبو بغلگندہ کہال کے کل عوارض۔ پھوڑہ پھنسی۔ کہجلی کٹا کٹرخنا۔ داد۔ خارش کو ازحد مفید ہے عطر دیا و دردوں کا لگانا شوقین لوگ بھول جاوینگے نہایت ہی عمدہ ولائتی پھولوں کی روح کھینچکر اسکو تیار کیا ہے قیمت فی شیشی عہ/ ۳ کے خریدار کو ایک بوتل مفت۔

امریکن خضاب

یہ مثل سفید عرق کے ہے جو مثل اور تیلوں کے سفید بالوں پر لگانے سے ۲ منٹ میں بال سیاہ بہنور کردیتا ہے اور کامل ایک ماہ تک وہ سیاہی قائم رہتی ہے۔ داغ۔ دھبہ۔ کہال پر کسی قسم کا نہیں لاتا سخت سے سخت بالوں کو نرم مثل ریشم کے کردیتا ہے آیندہ بالوں کو سرخ و سفید ہونیسے روکتا ہے اشتہار تو بہت سے جاری ہیں مگر ہم سے کوئی شرط کرکے تجربہ کرے تو سچا جانیں اور جس کا جی چاہے بدلی ہم بلاعذر حاضر ہیں ایک بکس چھ ماہ کو کافی ہے فی بکس عہ/ ۳ کے خریدار کو ایک بکس مفت ملیگا۔

عرق حیرت انگیز

{یہ عرق حال ہیں بنا ہے امیروں کے چو چلے ہیں} ایک ذرا سا عرق نازک نازک جگہہ پر لگا دیجئے اور ۳ منٹ توقف کیجئے کل بال اُس جگہہ